Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلّۃ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہفت روزہ

# بدر

قادیان

ایڈیٹر

محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ

چھ روپے

ششماہی

۵۰ - ۳ روپے

ممالک غیر

۵۰ - ۷ روپے

فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰|۱۱ ۲۷ر وفا ۱۳۴۱ ہش ۲۴ر صفر ۱۳۸۲ھ ۲۷ر جولائی ۱۹۶۲ء نمبر ۳۰

## اخبار احمدیہ

نخلہ ۲۰ر جولائی۔ بوقت (۱۰ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

کل حضور کو نزلہ کی تکلیف کی قدر سے افاقہ رہا۔ مگر اعصابی ضعف کی شکایت رہی شام کو طبیعت کچھ بہتر تھی رات نیند آگئی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

۲۱ر جولائی ۱۹۶۲ء (بوقت ۱۱ بجے دن) کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی رات نیند آگئی اس وقت بھی طبیعت بہتر ہے۔

احباب حضور کی کامل و عاجل صحت یابی اور درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

قادیان ۲۵ر جولائی۔ لمبے امساک باراں اور شدید گرمی کے بعد ہفتہ زیر اشاعت قادیان اور اس کے مضافات میں دو دفعہ اچھی تیز بارش ہو گئی آج علی الصبح سے بارش ہو رہی ہے جس سے موسم خوشگوار ہو گیا ہے۔

قادیان ۲۵ر جولائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہٗ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

# شہر پونا کی تباہی کا ہولناک منظر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

حکومت مہاراشٹر کا وہ تاریخی شہر جس کو "دکن کی رانی" کہتے ہیں۔ ۱۲ رجولائی کو کس قیامت خیز تباہی سے دو چار ہوا۔ ایک ننھی منی سی ندی جو اس شہر کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ ۱۲ رجولائی کو کیسی خوفناک صورت میں ظاہر ہوئی۔ کھڑک واسلہ کا وہ بند جو پونا کے سات لاکھ باشندوں کو پانی مہیا کرتا تھا جب اس کا ایک حصہ ٹوٹا تو باشندگانِ پونا نے جانی مالی اور رہائشی نقصانات کا کیسا ہولناک منظر دیکھا۔

یہ دن کی دوپہر کا وقت ہے۔ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول تھے۔ بازاروں میں چہل پہل اور خرید و فروخت کی گرم بازاری تھی اسکول اور کالج کے لڑکے کلاس کی کتابوں تک دھیان لگائے ہوئے تھے۔ کوئی دوپہر کا کھانا کھا کر بستر پہ آرام کر رہا تھا کہ سیلاب کا ریلا آیا۔ کوئی اژدہا اہلِ پونا کی طرف منہ پھاڑے آ رہا ہے۔ موٹھا ندی کی سطح ابھرنے لگی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے تیس فٹ تک بلند ہو گئی۔ لوگ حیرانی و پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر بھاگے مگر وہاں این المفر کا سماں تھا۔ مکان کی چھتوں پر چڑھے مگر دیکھتے ہی دیکھتے پانی وہاں بھی پہنچ گیا۔

غریب مزدور، ساہوکار، لکھ پتی سب ایک حالت میں بھاگے۔ موٹھا ندی نے سب کے گھروں میں جھاڑو دے دیا۔ اور کچھ دیر کے بعد تو در و دیوار کی اینٹیں بھی بہا کر لے گئی۔ کتنے محلے ایسے ہیں کہ ان کے نشانات تک مٹ گئے ہیں۔

یہ سیلاب صرف آٹھ گھنٹوں تک رہا۔ پھر وہ موٹھا ندی ننھی منی سی ندی بن کر رہ گئی جسے ایک بچہ بھی اپنے پاؤں سے روندتا پھرتا ہے۔

اس سیلاب کے باعث بجلی فیل ہو گئی وہ شہر جو بجلی کے سایہ میں بقعۂ نور بنا رہتا تھا ایک مکمل ظلمت کدہ بن گیا۔ بچے۔ عورتیں اور مرد کس حالت میں تھے۔ ایک طرف سیلاب کا خوف اور دوسری طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ پینے کے لئے پانی نہیں۔ کھڑک واسلہ جہاں پینے کے پانی کا ذخیرہ رہتا تھا۔ خود وہی سیلاب کی نظر ہو گیا تھا۔ پینے کے لئے پانی کہاں سے آئے۔ ندی کا پانی تو آٹھ گھنٹوں کے بعد ہی اتر گیا۔ مگر اپنے پیچھے کیچڑ اور گندگی کا ایک انبار چھوڑ گیا۔ جس میں وبائی امراض کے جراثیم پرورش پا رہے تھے۔ لوگوں نے ان کیچڑوں اور گندگیوں میں گھس گھس کر اپنے گھر کا پتہ لگانا چاہا۔ مگر کتنے تو ایسے مایوس ہوئے کہ ان کو اپنے محلہ تک کا نشان نہیں ملا۔

دوسرے دن معلوم ہوا کہ سب سے اہم سوال پینے کے پانی کا ہے۔ خدا بھلا کرے بمبئی اور دوسرے شہروں کا اور پھر ملٹری کے افسروں کا کہ اگر یہ پونا کے قریب نہ ہوتے اور اپنے ٹرکوں کے ذریعہ قریب کے شہروں سے پانی نہ لے جاتے تو آج پونا پر بھی موہنجوداڑو اور ہڑپا کی کی گھڑی آ گئی ہوتی۔ سوچئے اس شہر کو آفاتِ ارضی و سماوی کے حوالے کر کے دوسری طرف کی راہ لے لیتے۔ بہت سی گتھیاں جو کتابوں کے مطالعہ سے نہیں سلجھتیں قدرت انہیں اس طرح سلجھا دیا کرتی ہے۔

قرآن کریم نے طوفانِ نوح اور ایک "سیل عرم" کا ذکر کیا ہے جو یمن کے علاقہ میں آیا تھا۔ اور اس کو اپنی قہری تجلی کا ایک نشان قرار دیا ہے۔ اگر پونا کا یہ سیلاب چند صدی پہلے آیا ہوتا تو یہ شہر بھی خدا کی قہری تجلی کی ایک یادگار بن کے رہ جاتا۔ آج زمین کے نیچے سے بہت سے شہر برآمد ہو رہے ہیں۔ بعض اوقات یہ خیال آیا ہے کہ اتنے بڑے بڑے شہر کیسے زیر زمین مدفون ہو گئے۔ مگر پونا اور دوسرے شہروں کے سیلابوں نے یہ تاریخی معمہ حل کر دیا۔ اور اس وقت تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب عمومیت کا رنگ اختیار کرتا جا رہا ہے۔ کم سے کم ہندوستان کا حال ایسا ہے کہ سارا ملک اس لپیٹ میں آتا جا رہا ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سیلابوں کو ہم خود دعوت دے کے بلا رہے ہیں اور ہم نے ان کے پاس یہ دعوت نامے پروجیکٹوں اور بندوں کی صورت میں بھیجے ہیں۔ پونا کے سیلاب کی وجہ بھی یہی ہے کہ ایک بند جس کو پان شیٹ کا بند کہتے ہیں۔ وہ پانی کے دباؤ سے ٹوٹ گیا۔ پانی کا وہ ریلا کھڑک واسلہ ڈیم میں آیا اور اس کا بھی ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ اس کے ٹوٹتے ہی شہر پونا کا ایک حصہ خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔ اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ یہ تو ایک چھوٹے بند کی قیامت خیزی ہے۔ جو دوسرے بڑے بڑے ڈیم اور بند تعمیر کئے گئے ہیں۔ اور جن کے ذریعہ بڑے بڑے دریاؤں کو روکا گیا ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت زمانہ کے حالات میں کوئی تغیر آیا اور ان ڈیموں کی دیکھ بھال کی طرف سے غفلت برتی گئی تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا کیا ہندوستان کے سینکڑوں بڑے بڑے شہر موہنجوداڑو اور ہڑپا کی طرح ویران نہیں ہو جائیں گے۔

اس خطرے کا احساس اسی وقت سے بعض اربابِ حل و عقد کو ہو رہا ہے چنانچہ سر سی۔ پی۔ راما سوامی آئیر نے اس خطرے کو دور کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ملک کی تمام ندیوں کو ایک دوسرے سے ملا دیا جائے۔ اس طرح سیلاب کا زور کم ہو جائے گا۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ جن جن شہروں میں اس قسم کے ڈیم بنائے گئے ہیں۔ اور میونسپلٹیاں کارپوریشن کی طرف سے پانی کی سپلائی کا بندوبست کیا گیا ہے عموماً ان شہروں کے کنویں بند کرا دیئے گئے ہیں ہیلتھ آفس کا یہ اقدام مستحسن ہے۔ اس طرح بہت سی بیماریوں پر قابو پا لیا گیا ہے جیسے کالرا۔ یرقان۔ پلیگ وغیرہ۔ مگر جب ایسی آفات کا نزول ہوتا ہے تو اس وقت یہ سوال بڑے زور سے پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی وقت ایسا آیا کہ یہ ڈیم ٹوٹ گئے پانی کا ذخیرہ بہہ گیا۔ شہر کے کنویں بھی بند ہیں اور دوسرے شہروں سے بھی پانی نہ آ سکا اس وقت کیا ہو گا۔ کیا سیلاب سے بچے ہوئے آدمی پیاس سے تڑپ تڑپ کے جان نہیں دے دیں گے۔ بمبئی ہی کا حال دیکھئے کہ اگر کارپوریشن کی طرف سے پانی کی سپلائی بند ہو جائے تو تڑپ تڑپ کر مرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہاں کوئی میٹھے پانی کی ندی نالا نہیں ہے۔ لے دے کے سمندر ہے۔ مگر سمندر کا پانی اتنا کھارا ہوتا ہے کہ اس کے پینے سے پیاس بجھنے کی بجائے اور بڑھتی ہے۔

ان امور کے بعد اب ہم لوگوں کو ان سیلابوں کے حقیقی اسباب پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ اس کی اصل وجہ اربابِ حل و عقد کی خدا بیزاری ہے۔ اس وقت اربابِ حکومت خدا کو چھوڑ کر جن جن چیزوں پر تکیہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لگا ہے بتانے کہ اس کی تخریبی قوت سے ملک کو آگاہ کر رہا ہے۔ تا جب یہ عذاب عمومیت کا رنگ اختیار کر جائے اور الیاسین اور قوم نوح کی طرح ملک اس کی زد میں آ جاتے ہوں۔ ہماری فیکٹریاں۔ ملیں۔ ریفائنری اور ایٹمی ریسرچ انسٹیٹیوٹ سب سیلاب میں تیرنے لگیں اور مدت کی محنتوں اور قربانیوں کا نتیجہ روئے زمین سے مٹا دیا جائے۔ اس وقت خدا پر کوئی الزام نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف کہا ہے کہ

اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّھُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ

یعنی کیا یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ ہر سال ایک دو بار زمینی اور آسمانی آزمائش میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے بھی چند خدائی عذابوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے یعنی زلزلہ۔ سیلاب اور شہروں کی ہلاکت۔ آپ کی وہ انذاری پیشگوئی جس میں آپ نے یورپ۔ ایشیا اور جزائر کے رہنے والوں کو مخاطب کیا ہوا ہے [illegible] ہے جس کے ہر زیر و بم سے رگ جان پھڑکنے لگتی ہے۔ کاش لوگ اب بھی توبہ و انابت الی اللہ پر جھکیں۔ خدا سے رشتہ جوڑیں اور زمینی و آسمانی آفات سے خدا کی پناہ میں آ جائیں۔ قدرت ہمیں اس طرف لانا چاہتی ہے۔ کاش ہم قدرت کے اس بات کو سمجھ کر دیں۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رادھا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

شذرات

# امن کے متوالوں کی ایک خطرناک و مہلک ایجاد "نیوٹرون بم"!

## لیجئے سنہ ۱۳۸۰ھ بھی گذر گیا مگر مزعومہ مہدی و مسیح ظاہر نہ ہوا!!

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی البلجمانی [illegible] اے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

— (۱) —

### نیوٹرون بم

N. Bomb "Clean Killer"

اس تہذیب و ترقی کے دور میں قلوب و اذہان کا سکون و امن غائب ہو رہا ہے۔ کیونکہ "امن" امن کی پکار کے ساتھ ساتھ ہی امن کے متوالوں کی طرف سے انسانیت کی تباہی و بربادی کے منصوبوں کو دن رات پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعی و کوشش جاری ہے۔ اقوام میں باہمی بداعتمادی کی فضا پائی جاتی ہے۔ ہر بلاک دوسرے بلاک کو بلکہ ہر ملک اپنے پڑوسی ملک کو شک و شبہ کی نظر سے نہ صرف دیکھتا بلکہ اس سے خائف و ترساں ہے۔ کہ کہیں میری آزادی کو سلب نہ کر لے اور مجھے ہڑپ ہی نہ کر جائے۔

گذشتہ جنگ عظیم میں "ہائیڈروجن بم" کی ایجاد کے بارہ میں نہ صرف پڑھا بلکہ اس کے استعمال اور خطرناک نتائج سے بھی جاپان کو دوچار ہونا پڑا۔ اسی وقت سے ہی سب ممالک اس خطرناک ہتھیار کی ہلاکت آفرینیوں پر پابندی عائد کرنے کے مطالبات کرنے لگے۔ مگر اس کے بعد اس سے بھی زیادہ خطرناک بم "ہائیڈروجن بم" تیار ہوا۔ اس کے بعد "نائیٹروجن بم" مزید ہلاکت و بربادی کے تصورات و منصوبوں کو ساتھ لایا۔ اب کچھ عرصہ سے دنیا کو یہ دہشت انگیز خبر سنائی گئی ہے کہ امریکہ نے ایک "نیوٹرون بم" تیار کر لیا ہے۔ اس بم کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ یہ "زندگی کا دشمن اول ہے۔ اس کے پھٹنے سے دیگر متذکرۃ الصدر بموں کے برعکس نہ دھماکہ ہوگا اور نہ ہی گرمی۔ مگر اس کے دائرہ اثر میں جن اشیاء میں زندگی پائی جاتی ہے وہ انسان ہوں یا حیوان۔ یہ بم ان کی زندگی کا خاتمہ کر دے گا۔ اسی لئے اس بم کا دوسرا نام "The death Ray Bomb" موت کی شعاعوں والا بم یا Clean Killer بڑی صفائی سے تباہ کر دینے والا بم ہے۔ یہ اس قدر مہلک اور خطرناک ہتھیار ہے کہ جن لوگوں نے اسے تیار کیا ہے۔ وہ بھی اس کا تذکرہ کم کرتے ہیں۔ اور اس کو انتہائی صیغہ راز میں رکھا جا رہا ہے جس ملک یا قوم پر یہ ہلاکت آفرین بم گرایا جائے گا وہ خدانخواستہ ایسا موقع کبھی نہ دے) یہ بم اس علاقہ میں آثار زندگی کو ختم کر دے گا۔ ہاں البتہ عمارتوں اور دوسری اشیاء کو نقصان نہ پہنچے گا۔ حتیٰ کہ اس علاقہ کی پناہ گاہوں یا خندقوں میں چھپنے والے آدمیوں اور سپاہیوں میں سے ایک بھی نہ بچ سکے گا۔ اب اس فوج کو جس نے دشمن ملک کے علاقہ میں یہ بم گرایا ہوگا۔ بڑی آسانی سے بغیر کسی روک ٹوک کے آگے بڑھنے اور ملک پر قبضہ کرنے کا موقعہ مل سکے گا شہر تو قائم ہوں گے اور عمارتیں تو موجود ہوں گی مگر وہ شہر جن پر قبضہ کیا جائے گا زندہ انسانوں اور حیوانات سے محروم ہوں گے۔ اور وہ عمارتیں جن پر قبضہ کیا جائے گا اپنے مردہ مکینوں سے پُر ہوں گی۔ کیونکہ سب حیوانات موت کے گھاٹ اتر چکے ہوں گے۔ روس و امریکہ کے سیاستدانوں اور سائنسدانوں کے بیانات سے جو اشاروں و کنایوں سے پُر ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ممالک کے پاس یہ خاموش مگر ہلاکت و بربادی کا پرکالا "بم" موجود ہے۔

ایک طرف ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ اور دوسری طرف "نیوٹرون" جیسے بم کی خفیہ خفیہ ایجاد کتنی متضاد باتیں ہیں۔ مگر یہ سب امن کے متوالوں اور تہذیب کے علمبرداروں" کے لئے روا و جائز ہے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان سیاسی ہتھکنڈوں کے خطرناک نتائج سے "انسانیت" کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

(۲)

## لیجئے سنہ ۱۳۸۰ ہجری بھی گذر گیا!

### اشتہار فرمان مصطفوی

چند دن قبل میں اپنے پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا کہ ان میں سے ایک اشتہار بعنوان "فرمان مصطفوی" ملا۔ اس کا دوسرا نام "وصیت نامہ" ہے۔ اور اس پر تاریخ اشاعت سنہ ۱۳۵۱ ہجری درج ہے۔ میں نے یہ اشتہار اپنے طالب علمی کے زمانہ سے ہی سنبھال کر رکھا ہوا تھا! اس اشتہار کا مضمون حسب ذیل ہے:-

"بعد درود و سلام بر پیغمبر انام مدینہ منورہ شیخ احمد خادم فرماتے ہیں کہ:-

جمعرات کے روز روضۂ اقدس میں تلاوت قرآن شریف کر رہا تھا کہ یکایک نیند آ گئی۔ اور بشارت خواب میں انور جمال جناب مصطفیٰ احمد دکھائی دیا۔ فرمایا۔ اے شیخ احمد میں خدائے عز و جل سے بہت شرمندہ ہوں کہ میری اُمت نیک کام نہیں کرتی۔ ہر وقت گناہ کے کام میں مصروف ہے اس سبب سے میں خداوند کریم اور فرشتوں کو منہ نہیں دکھا سکتا ایک جمعرات سے دوسری جمعرات تک ایک لاکھ ساٹھ ہزار مسلمان گناہ کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ میں گناہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ مسلمان غریب مسکین پر رحم نہیں کرتے۔ ہر وقت صبح سے شام تک گناہوں میں گرفتار رہتے ہیں۔ نیک کاموں کی پرواہ نہیں کرتے۔ ہر وقت بدی کے کاموں میں دل و جان سے کوشش کر رہے ہیں۔ شراب خوری۔ زناکاری۔ غیبت۔ فسق و فجور۔ جھوٹ بولتے۔ مال حرام کھاتے۔ بیاج کھاتے ہیں۔ نیکی نہیں کرتے۔ اور زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں۔ یہ وصیت نامہ اس لئے خدا پر توکل کر کے ہر ایک ملک میں پہونچا دے۔ تاکہ میری اُمت گناہوں سے محفوظ رہے۔ ان کی بدخصلتوں سے میں بہت شرمندہ ہوں۔ کہ ان پر طرح طرح کے عتاب خداوند کریم اُتارتا ہے۔ آخر کو توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ اس لئے شیخ احمد میری اُمت سے کہہ دے۔ میں خدا سے معافی چاہتا ہوں۔ کہ زمانے میں لوگ بہت غفلت میں رہتے ہیں۔ دین اسلام میں ہو کر غرور میں پھرتے ہیں۔ عنقریب وقت آیا ہے کہ عورتیں اپنے شوہروں سے بے پرواہ ہو کر اپنے ارادوں کے مطابق کام کرنے لگیں گی۔ اور بے حکم شوہر مد معریا بے جانے لگیں سنہ ۱۳۵۲ ہجری میں ایک ستارہ آسمان پر طلوع ہوگا۔ دن ایک دن دکھائی نہ دے گا بعد ازاں مغرب کی طرف سے سورج طلوع ہوگا۔ اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ سنہ ۱۳۸۰ھ میں قرآن شریف لوگوں کے سینہ سے نکل جائے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے دجال پیدا ہوگا۔ اس لئے آخری وقت خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ اے شیخ احمد میرا وصیت نامہ پہنچا دے۔ خداوند کریم کی طرف سے بخشش ہے کہ جو شخص وصیت نامہ کی نقل کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچائے گا اس کو خداوند کریم اجر عظیم اور جنت میں محل دے گا۔ جو یہ وصیت نامہ دوسرے شہر میں نہ پہنچائے گا۔ اُس کو میری شفاعت نہ ہوگی۔ جو لکھ نہیں سکتا وہ دوسرے سے لکھوا کر پہنچا دے۔ جو نہیں پہنچا دے گا گنہگار ہوگا۔ اس کے گناہ نہ بخشے جاویں گے۔ اگر کوئی غریب لکھے گا تو غنی ہوگا اگر قرضدار ہوگا۔ تو اس کا قرض دور ہو جائے گا۔ جو لکھنے سے انکار کرے گا اس کا منہ کالا ہوگا۔ میں شیخ احمد ایمان سے کہتا ہوں کہ خدا کی قسم یہ وصیت نامہ صحیح ہے۔ اگر جھوٹ ہوگا تو مجھے خداوند کریم کافر کر کے مارے گا۔ نبی صلعم پر درود اور اس کے آل اصحاب پر ہر مومن مسلمان درود پڑھے۔ والسلام فقط

(شیخ جہانگیر عالم انارکلی لاہور)

### آمد مسیح موعود کی پیشگوئی

احادیث نبویہ میں ایک مہدی اور مسیح کے ظہور کی بشارت پائی جاتی ہے۔ ان احادیث کی بیان کردہ علامات کا جائزہ لے کر علماء اسلام نے اس "مہدی" اور مسیح کے ظہور کو چودھویں صدی ہجری سے متعلق قرار دیا۔ اور مسلمانوں کا سوادِ اعظم تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے آغاز سے اس مہدی و مسیح کے ظہور کے لئے چشم براہ رہا۔ چنانچہ "حدیث مجدد" کی تشریح و توضیح بیان کرتے ہوئے نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال نے تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں لکھا:-

(الف) "دریں سر با آخر چہاردہم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است۔ اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشان مجدد و مجتہد باشند"

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی پورے دس سال باقی ہیں۔ اگر مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو گئے۔ تو وہ چودھویں صدی کے مجدد ہوں گے۔

نیز مہدی کے ظہور کی مدت کا اندازہ بیان فرماتے ہوئے چودھویں صدی کے آغاز میں تحریر فرمایا کہ

(ب) "اس حساب سے ظہور مہدی علیہ السلام کا تیرھویں میں ہونا

(باقی صفحہ پر)

## خطبہ جمعہ

# ہماری جماعت کا فرض ہے کہ پردہ کے متعلق خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم کی پوری پابندی کرے

## اطاعت اور فرمانبرداری کے اس عظیم الشان نمونہ کی پیروی کرو جو صحابہؓ نے ظاہر کیا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۶ رجون ۱۹۵۸ء بمقام مری

نوٹ:۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک مطبوعہ خطبہ جمعہ کے چند اقتباس بطور یاد دہانی دوبارہ شائع کئے جاتے ہیں

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

ان الدین عند اللہ
الاسلام (آل عمران ع۲)

اس کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی ایمان مقبول ہوتا ہے۔ جس میں

### کامل فرمانبرداری اور اطاعت

اختیار کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔ صرف منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہنا یا ظاہری آکر بیعت کر لینا یا کلمۂ شہادت پڑھ لینا خدا تعالیٰ کے حضور کوئی حقیقت نہیں رکھتا اس کا نام دین رکھنا دین سے تمسخر اور استہزاء کرنا اور اپنی منافقت اور بے ایمانی کا ثبوت دینا ہے۔ وہی آدمی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سچا مومن سمجھا جا سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور اس کی غلامی کا جؤا اپنی گردن پر پوری طرح رکھتا ہے۔ اگر وہ

### خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت

نہیں کرتا۔ تو چاہے وہ دس ہزار دفعہ کلمہ پڑھے وہ یزید کا یزید اور ابوجہل کا ابوجہل رہتا ہے۔ اور چاہے دس ہزار دفعہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا یہ دعوےٰ ایک رائی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا۔ صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی کامل اطاعت اور کامل فرمانبرداری ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو انسان کو سچا مومن بناتی ہے۔ ورنہ وہ اگر

دس کروڑ دفعہ بھی کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو وہ کذاب اور جھوٹا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اسی

### حقیقت کا اظہار

کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ
ومن یبتغ غیر الاسلام
دینا فلن یقبل
منہ (آل عمران)

یعنی کامل فرمانبرداری اور اطاعت کے سوا اگر کوئی اور طریق اختیار کرے تو اسے کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ پس صرف منہ سے مسلمان کہنا یا احمدی کہلا لینا کسی کو فائدہ نہیں دے سکتا۔ جب تک کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ نہ دکھایا جائے۔

### مَیں دیکھتا ہوں

کہ اکثر احمدی چندہ تو دینے لگ گئے ہیں اور ان کا ایک معتدبہ حصہ نمازیں بھی باقاعدہ پڑھتا ہے۔ لیکن جب سے پاکستان بنا ہے۔ بعض احمدیوں میں سے پردہ اُٹھ گیا ہے۔ اور زیادہ تر یہ نقص مالداروں میں پایا جاتا ہے۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ بے غیرت اور بزدل لوگ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانی۔ انہوں نے اپنی قوم کی کیا خدمت کرنی ہے۔ قوم کی خدمت کرنے والے تو وہ لوگ تھے جنہوں نے

### محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں ان کے واقعات پڑھ کر انسان کا دل محبت کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عربوں میں پردہ کا کوئی رواج نہیں تھا بلکہ اسلام میں بھی شروع میں پردہ کا حکم

نازل نہیں ہؤا۔ اس زمانہ میں خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی پردہ نہیں کیا کرتی تھیں۔ مگر جب

### پردہ کا حکم

نازل ہو گیا۔ تو ایک نوجوان نے اپنے رشتہ کے لئے ایک گھر پسند کیا۔ باپ نے کہا مجھے تمہارا رشتہ منظور ہے۔ تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ خوش شکل ہو۔ اور اپنی روزی بھی کماتے ہو اس لئے مجھے تمہیں

### رشتہ دینے میں کوئی عذر نہیں

اس نے کہا اگر آپ تیار ہیں تو پھر لڑکی دکھا دیں۔ بغیر دیکھے کے میں کس طرح شادی کروں۔ باپ کہنے لگا میں لڑکی دکھانے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اسی وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے فلاں جگہ شادی کرنے کا ارادہ کیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ لڑکی کی شکل کیسی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ اُسے دیکھ لوں تاکہ میری تسلی ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا بے شک پردے کا حکم نازل ہو چکا ہے مگر یہ غیر عورت کے لئے ہے جس کے ساتھ رشتہ طے ہو جائے۔ اور ماں باپ بھی منظور کر لیں۔ اگر اسے لڑکا دیکھنا چاہے تو ایک دفعہ دیکھ سکتا ہے۔ تم اس کے باپ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہہ دو۔ کہ وہ تمہیں لڑکی دکھا دے۔ اگر

### رشتہ کا سوال

نہ ہو۔ تب تو بے شک پردہ ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی جگہ رشتہ کرنے پر رضامند ہو جائے اور لڑکی کے ماں باپ بھی راضی ہو جائیں۔ تو تسلی کرنے کے لئے اسے ایک دفعہ دیکھنا جائز ہے۔ وہ گیا اور اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہونچا دیا۔ مگر

### معلوم ہوتا ہے

اس لڑکی کے باپ کے اندر ابھی اسلام پوری طرح راسخ نہیں ہؤا تھا۔ جب اس نے کہا کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ آیا ہوں۔ اور آپؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جب تمہارا ایک جگہ رشتہ طے ہو گیا ہے۔ تو اب وہ تمہاری منسوبہ ہے۔ اور منسوبہ کو شادی سے پہلے تسلی کے لئے دیکھنا جائز ہے۔ تو باپ کہنے لگا میں ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ تمہیں اپنی لڑکی دکھا دوں تمہاری مرضی ہے رشتہ کرو یا نہ کرو۔ جس وقت اس نے یہ بات کہی اس کی لڑکی پردہ میں بیٹھی ہوئی سب باتیں سُن رہی تھی وہ جھٹ اپنا منہ کھول کر سامنے آ گئی۔ اور کہنے لگی۔ میں ایسے باپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی ہے کہ مجھے

### رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے حکم کی بھی پرواہ نہیں۔ مَیں اب تمہارے سامنے آ گئی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ مگر وہ نوجوان بھی بڑے ایمان والا تھا۔ اس نے جھٹ اپنی آنکھیں نیچی کر لیں اور گردن جھکا لی۔ اور کہنے لگا کہ میں تیرے جیسی مومن عورت کی شکل دیکھے بغیر ہی تجھ سے شادی کروں گا۔ مَیں نہیں چاہتا کہ جس عورت کے اندر اتنا اخلاص اور ایمان پایا جاتا ہے۔ اس کی شکل دیکھ کر اس کی ہتک کروں۔ اب میں بغیر دیکھنے کے ہی نکاح کروں گا۔ چنانچہ اس نے نکاح کر لیا

### یہ تھا ان لوگوں کا اخلاص

اور یہ تھی ان لوگوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ مگر لڑکی کہتی ہے کہ باپ بے شک مخالفت کرتا رہے میں ایسے باپ کا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کرنے والا نہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ منسوبہ کی شکل دیکھنی جائز ہے تو میرا باپ کون ہے جو اس میں روک بنے میں اب تمہارے سامنے کھڑی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ اور اس نوجوان کا اخلاص دیکھو کہ وہ کہتا ہے میں ایسا ایمان رکھنے والی عورت کو دیکھ کر اس کی ہتک کرنا نہیں چاہتا میں اب بغیر دیکھے ہوئے ہی اس سے شادی کروں گا۔ یہی لوگ تھے جو اسلام کے لئے اپنی جانیں بلا دریغ قربان کرتے چلے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہم نے محمد رسول

اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اور اب ہماری ہر چیز ان کی ہو گئی ہے۔ یہ وہ طریق تھا جس پر صحابہؓ نے قدم مارا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کمال تک پہنچا دیا۔

پس میں اس خطبہ کے ذریعہ ان لوگوں کو جو اپنی بیویوں کو بے پردہ رکھتے ہیں۔

## تنبیہہ کرتا ہوں

اور انہیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ باقی احمدی بھی مجرم ہیں۔ کیونکہ محض اس لئے کہ فلاں صاحب بڑے مالدار ہیں تم ان کے ہاں جاتے ہو۔ ان سے مل کر کھانا کھاتے ہو اور ان سے دوستی اور محبت کے تعلقات رکھتے ہو۔ تمہارا تو فرض ہے کہ تم ایسے آدمی کو سلام بھی نہ کرو۔ تب بے شک سمجھا جائے گا کہ تم میں غیرت پائی جاتی ہے اور تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کروانا چاہتے ہو۔ پس آج

## میں یہ اعلان کرتا ہوں

کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو بے پردہ باہر لے جاتے اور مکسڈ پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرتے ہیں اگر وہ احمدی ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھو اور ثابت کر دو کہ ان کی قوم اس فعل کی وجہ سے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ لیکن

## غیر احمدیوں کے متعلق

ہمارا یہ قانون نہیں کیونکہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں اور ہمارے فتوے کے پابند نہیں۔ وہ چونکہ ہماری جماعت میں شامل نہیں اس پر ان کے مولویوں کا فتوے چلے گا۔ اور خدا تعالےٰ کے سامنے ہم ان کے ذمہ دار نہیں ہوں گے بلکہ وہ یا ان کے مولوی ہوں گے۔ لیکن اگر تم ایسے لوگوں سے تعلق رکھتے ہو جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی [illegible] ہیں تو صرف وہی نہیں بلکہ تم بھی مجرم ہو [illegible]

گا کہ ان لوگوں کو تم نے اس گناہ پر دلیری اور جرأت دلائی اور انہوں نے سمجھا کہ ساری قوم ہمارے اس فعل کو پسند کرتی ہے اسی طرح ہماری

## جماعت کی عورتوں کو چاہیئے

کہ ان کی عورتوں سے کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں۔ تمہیں اس سے کیا کہ کوئی کتنا مالدار ہے تمہیں کسی مالدار کی ضرورت نہیں تمہیں خدا کی ضرورت ہے۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کے لئے ان مالداروں سے قطع تعلق کر لو گے تو بے شک تمہارے گھر میں وہ مالدار نہیں آئے گا لیکن تمہارے گھر میں خدا آئے گا۔ اب بتاؤ کہ تمہارے گھر میں کسی مالدار کا آنا عزت کا موجب ہے یا خدا تعالےٰ کا آنا عزت کا موجب ہے۔ بڑے سے بڑا مالدار بھی ہو تو خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے تم

## اس بات سے مت ڈرو

کہ اگر یہ لوگ علیحدہ ہو گئے تو چندے کم ہو جائیں گے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوےٰ کیا تھا تو اس وقت کتنے لوگ چندہ دینے والے تھے۔ مگر پھر اللہ تعالےٰ نے اتنی بڑی جماعت پیدا کر دی کہ اب صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ سترہ لاکھ روپیہ کا ہوتا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ دو چار سال میں ہمارا بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے گا۔ پس ایک شخص سے ہماری جماعت کو اتنی ترقی حاصل ہوئی ہے کہ لاکھوں تک ہمارا بجٹ جا پہنچا ہے تو اگر یہ دس پندرہ آدمی نکل جائیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ ہمیں تو یقین ہے کہ اگر ایک آدمی نکلے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی جگہ ہمیں ہزار دے دیگا۔ پس ہمیں ان کے علیحدہ ہونے کا کوئی فکر نہیں ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ صرف نام کے احمدی نہ ہوں بلکہ عملی طور پر بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں مگر یاد رکھو

## پردہ سے مراد وہ پردہ نہیں

جس پر پرانے زمانہ میں ہندوستان میں عمل ہوا کرتا تھا اور عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں بند رکھا جاتا تھا۔ اور نہ پردہ سے مراد موجودہ برقعہ ہے ... یہ برقعہ جس کا آج کل رواج ہے۔ صحابہؓ کے زمانہ میں نہیں تھا اس وقت عورتیں چادر کے ذریعہ گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں جس طرح شریف زمیندار عورتوں میں آج کل بھی رواج ہے چنانچہ ایک صحابیؓ ایک دفعہ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ پردہ کا ذکر آ گیا۔ اس زمانہ میں برقعہ کی طرز کی کوئی نئی چیز نکلی تھی

وہ اس کا ذکر کر کے کہنے لگے کہ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا کوئی رواج نہیں تھا۔ اس زمانہ میں عورتیں چادر اوڑھ کر گھونگھٹ نکالا کرتی تھیں جس میں سارے کا سارا منہ چھپ جاتا ہے صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ جیسے پرانے زمیندار خاندانوں میں اب تک بھی گھونگھٹ کا رواج ہے۔ پس شریعت نے پردہ محض چادر اوڑھنے کا نام رکھا ہے اور اس میں بھی

## گھونگھٹ نکالنے پر زور

دیا ہے۔ ورنہ آنکھوں کو بند کرنا جائز نہیں یہ عورت پر ظلم ہے اسی طرح عورت کو اپنے ساتھ لے کر لیکچر سننے میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ پردہ میں ہو سیر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ پس پردہ کے یہ معنے نہیں کہ عورتوں کو گھروں میں بند کر کے بٹھا دو۔ وہ سیر وغیرہ کے لئے جا سکتی ہیں۔ وہاں گھروں کے پیچھے کھلے صحن ہیں۔ لیکن اگر دوسروں سے وہ کوئی ضروری بات کریں تو یہ جائز ہے۔ مثلاً اگر وہ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیں تو بے شک کریں یا فرض کرو کوئی مقدمہ ہو گیا ہے اور عورت کسی وکیل سے بات کرنا چاہتی ہے تو بے شک کرے۔ اسی طرح اگر کسی جلسہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی پڑے جو مرد نہیں کر سکتا تو عورت تقریر بھی کر سکتی ہے۔

## حضرت عائشہ رضؓ

کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپ مردوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنایا کرتی تھیں۔ بلکہ خود لڑائی کی بھی ایک دفعہ آپ نے کمان کی۔ جنگ جمل میں آپؓ نے اونٹ پر بیٹھ کر سارے لشکر کی کمان کی تھی۔ پس یہ تمام چیزیں جائز ہیں۔ جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے منہ پھرے اور نامحرموں سے اختلاط کرے ہاں اگر وہ گھونگھٹ نکال لے اور آنکھ سے رستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے۔ لیکن منہ سے کپڑا اٹھا دینا مکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح عورت کا مردوں کو شعر گا گا کر سنانا بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک لغو فعل ہے غرض

## عورتوں کا مکسڈ مجالس میں جانا

مردوں کے سامنے اپنا منہ ننگا کر دینا اور ان سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا یہ سب ناجائز امور ہیں۔ لیکن ضرورت کے موقعہ پر شریعت نے بعض امور میں انہیں آزادی بھی دی ہے۔ بلکہ قرآن کریم نے الا ما ظہر منہا کے الفاظ استعمال فرما کر بتا دیا ہے کہ جو حصہ مجبوراً ظاہر کرنا پڑے اس میں عورت کے لئے کوئی گناہ نہیں

اس اجازت میں وہ تمام مزدور عورتیں بھی شامل ہیں جنہیں کھیتوں اور میدانوں میں کام کرنا پڑتا ہے اور چونکہ ان کے کام کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے لئے آنکھوں اور اس کے ارد گرد کا حصہ کھلا رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ ان کے کام میں دقت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے الا ما ظہر منہا کے ماتحت ان کے لئے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ کھلا رکھنا جائز ہوگا۔ اور چونکہ انہیں بعض دفعہ پانی میں بھی کام کرنا پڑتا ہے اس لئے ان کے لئے یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ پاجامہ اڑس لیں اور ان کی پنڈلی ننگی ہو جائے۔ غرض کوئی دقت ایسی نہیں جس کا ہماری شریعت نے علاج نہیں رکھا مگر باوجود اتنے بڑے انعام کے کہ خدا تعالےٰ نے لوگوں کی سہولت کے لئے ہر قسم کے احکام دے دیئے ہیں اگر کوئی شخص پردہ کو چھوڑتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ قرآن کی ہتک کرتا ہے۔ ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق ہو سکتا ہے ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں، اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں کہ فلاں عورت بڑے مالدار آدمی کی بیوی ہے۔ تمہارا فخر اس میں ہے کہ تمہارے فرشتوں سے تعلقات ہوں اور فرشتوں سے وہی لوگ ملتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے کامل فرمانبردار ہوں۔ پس ان لوگوں کی مت پرواہ کرو اور اس بات سے ڈرو کہ اگر یہ لوگ الگ ہو گئے تو کیا ہو جائے گا۔ اگر ان میں سے ایک شخص علیحدہ ہوگا تو اس کی جگہ ہزار آدمی تم میں شامل ہوگا بلکہ آئندہ ان کی جگہ ہزاروں بڑے بڑے مالدار تم میں شامل ہوں گے اور پھر ان کی تعداد خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑھتی چلی جائے گی بلکہ میں سمجھتا ہوں اگر تم میں غیرت پیدا ہوگی تو تمہارے عمل کو دیکھ کر مسلمانوں کا شریف طبقہ بھی تمہاری اقتدار کرنے پر مجبور ہوگا۔

(الفضل ۷/۱۹ ۶۱)

---

## اعلان

حضرت بابا صدر الدین صاحب رضی اللہ عنہ مورخہ ۶۰/۱۲/۳ کو وفات پا گئے تھے۔ ان کی کچھ رقم دفتر محاسب میں بطور امانت پڑی ہے جس کے لئے ان کے لڑکے میاں محمد عبد اللہ صاحب درویش نے درخواست کی ہے کہ مرحوم کا جائز وارث ہونے کے باعث مجھے دلائی جائے۔ اطلاع بذریعہ تحریر ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ میاں عبد اللہ صاحب مذکور کے علاوہ اگر کوئی اور ان کا وارث ہو تو پندرہ دن کے اندر اندر دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔

ناظم دار القضاء قادیان

# روحانی ہدایت کیلئے چند قابل غور باتیں

## سچے واقعات کے آئینہ میں

از مکرم سید محمد احمد صاحب پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ

مامورین و مرسلین کو اپنی ماموریت و رسالت پہ اور خدا کی تائید و نصرت پر کامل یقین ہوتا ہے۔ جب سے انسان نے خدائی امانت کو اٹھا لیا ہے اس وقت سے اس ظلوم جہول انسان کی رہبری و ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اپنے مقربین میں سے کسی نہ کسی انسان کو مامور و مرسل بنا کر دنیا میں بھیجتا رہا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے چونکہ آمد و رفت کے وسائل نہ تھے۔ میل ملاپ کے ذریعے نہ تھے اور ہر ملک کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ جتنے حصے میں آباد ہیں وہی کل دنیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہر گاؤں میں ہر قوم میں ہر ملک میں اپنا فرستادہ نبی و رسول بھیج کر ان کی رہبری و ہدایت فرماتا رہا۔ جب حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں آمد و رفت اور میل ملاپ کے وسائل نکل آئے۔ اور ساری دنیا ایک ہو گئی تو آپ کو ساری دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس طرح ہزاروں انبیاء دنیا میں آتے رہے اور دنیا والوں کی رہبری کرتے رہے اور بندوں کی عبودیت کا تعلق ان کے خالق و مالک سے استوار کرتے رہے۔

ان تمام انبیاء میں بالاستجماع بلا استثناء یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ ان تمام سچے نبیوں کو خدا پر پختہ و کامل ایمان اور راسخ و کامل یقین کے ساتھ اپنی فرستادگی پر بھی پختہ یقین حاصل تھا۔ یقینی طور پر وہ لوگ اپنے کو خدا کے مامور و مرسل سمجھتے رہے تھے۔ مامور ہونے کی تاریخ سے آخری سانس تک کبھی بھی ہلکا و معمولی شبہ تک ان کے دل میں پیدا نہ ہوا۔ ان کے ساتھ انہیں کامل یقین رہا کہ ان کا بھیجنے والا خدا قادر مطلق اور صادق الوعد ہے۔ وہ جس زلیفہ کی انجام دہی کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ ضرور بالضرور خدا کی تائید و نصرت ان کے ساتھ ہو گی۔ بھیجنے والا خود ان کی حفاظت اور نگرانی ضرور کرے گا۔

اسی یقین کامل کی وجہ سے وہ بڑی سے بڑی مصیبت جھیلنے پر تیار ہو جاتے رہے ہیں۔ اپنے زلیفہ کی انجام دہی کے سلسلہ میں بلا خوف آگ میں داخل ہو جاتے۔ سمندر میں کود پڑتے اور خونخوار دشمنوں کے نرغے میں گھس جاتے۔ صادق الوعد خدا بھی اپنی قدرت نمائی کے ذریعہ دشمنوں کی شرارت سے انہیں صاف بچا لیتا اور دشمنوں کو ناکام و نامراد کر کے اپنے فرستادہ کی صداقت کا ثبوت دیتا رہا ہے۔

— — —

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنا مامور و مرسل بنا کر انکی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ پر انکی قوم نے انہیں ستانا اور بڑی بڑی اذیتیں پہنچائیں۔ آخرکار یہ فیصلہ کیا کہ حرقوہ وانصروا آلھتکم چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دہکتی آگ اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔ ساری قوم کو آگ میں دھکیلنے پر تلی ہوئی پاتے اس وقت بھی ان کے دل میں کسی قسم کا تزلزل پیدا نہیں ہوتا۔ وہ قوم کی منت سماجت نہیں کرتے۔ کوئی معمولی سا عذر بھی پیش نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے زلیفہ کی انجام دہی سے چوکتے ہیں۔ اس وقت بھی خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دیئے جاتے ہیں۔ بتوں کی پرستش سے منع کئے جاتے ہیں۔ آخر ان کی قوم انہیں آگ میں پھینک دیتی ہے۔ مگر صادق الوعد خدائے تعالیٰ اس وقت آگ کو حکم دیتا ہے یا نار کونی بردا و سلاما علیٰ ابراھیم۔ دشمنوں کے بڑے سے بڑے حربے کو ناکام اور اپنے فرستادہ و رسول کو سلامتی کے ساتھ آگ سے نکال لاتا اور اس کی صداقت کا ثبوت دیتا ہے۔

— — —

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ فرعون نہ صرف انکار کرتا ہے بلکہ ان کو اور ان کی قوم کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ آخرکار خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر ایسے مقام پر پہونچتے ہیں کہ آگے سمندر اور پیچھے فرعون اور اس کا لشکر۔ ایسے نازک وقت میں ان کی قوم بھی ان کو طعنہ دیتی ہے کہ اے موسیٰ اگر تو نے ہمیں مارنا ہی تھا تو ہم کو اپنے گھروں ہی میں رہنے دیتا۔ ہم فرعون کے مظالم سہہ سہہ کر مر جاتے۔ اس حالت مسافرت میں ہمیں مار کر تجھے کیا فائدہ؟!

یہ ایسا نازک وقت تھا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماموریت اور خدا کی تائید و نصرت پر کامل یقین نہ ہوتا تو ان کے قدم بھی ڈگمگا جاتے۔ ہوش و حواس کھو بیٹھتے یا پھر فرعون کی منت سماجت کر کے اس کی پناہ میں آنے کی ٹھان لیتے مگر وہ اس وقت فرماتے ہیں تو کیا فرماتے ہیں کلا ان معی ربی سیھدین۔ یقیناً میرے ساتھ خدا ہے۔ وہ ضرور میری راہنمائی فرمائے گا۔ چنانچہ جلد ہی قادر و توانا خدا کی تائید و نصرت ظاہر ہوئی۔ اس نے سمندر کے پانی کو روک کر راستہ بنا دیا جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو سلامتی کے ساتھ پار اتار دیا مگر جب وہ فرعون کی باری آئی تو وہی سمندر رحمانی ....... فرعون اور اس کے لشکر کی عبرتناک غرقابی کا ذریعہ بن جاتا ہے!!

— — —

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیا کیا دکھ نہ دیا۔ آخرکار حکومت وقت کو بھڑکا کر ان کو سولی پہ مارنے کا منصوبہ بنا لیا۔ یہودی دشمن۔ حکومت وقت دشمن۔ سولی پر چڑھنا یقینی سمجھ کر اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے بھیجنے والے خدا پر کامل ایمان نہ ہوتا اور اس کی تائید و نصرت پر کامل بھروسہ نہ ہوتا تو وہ یہودیوں کی خوشامد کرنے یا اپنے زلیفہ کی ادائیگی سے دست بردار ہو جاتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور سولی پر چڑھنا گوارا کر لیا۔ ایسے نازک وقت میں اگر ان کی زبان پہ ہے تو ایلی ایلی یعنی الٰہی الٰہی کا ہی کلمہ!! اسی وقت خدا نے بھی اپنی قدرت نمائی کی اور ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ خود یہودی ہی جلدی جلدی انہیں سولی پر سے اتارنے پر مجبور ہو گئے۔ صرف چند گھنٹہ سولی پر رہے۔ اس طرح خدائے تعالیٰ نے انہیں زندہ سولی پر سے اتروا لیا۔ اور پھر ایسا مرہم مہیا فرما دیا کہ دو تین دن کے اندر اندر زخم مندمل ہو گئے اور انہوں نے اپنے زلیفہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں کشمیر کا رخ کیا۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی!!

— — —

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ نے ساری دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ مکے والے سارے کے سارے آپ کے دشمن ہو گئے۔ نت نئے مظالم آپ پر اور آپ کے متبعین پر ڈھانے لگے۔ ایسے ایسے مظالم جن کے سننے سے روح کانپ اٹھتی ہے مگر آپ بڑے اطمینان سے سب حالات کا مقابلہ کرتے رہے اور اپنا زلیفہ برابر ادا کرتے چلے گئے۔ آخرکار مجبور ہو کر خدا کے حکم سے اپنی محبوب بستی مکہ سے راتوں رات حضرت ابوبکر سمیت غار ثور میں جا کر پناہ لی۔ سو اونٹ انعام کے لالچ میں سارے مکہ والے حضور صلعم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ اور چند لوگ غار ثور تک بھی جا پہنچے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نیچے سے دیکھ کر سخت گھبرا گئے مگر آپ کو ذرا بھر گھبراہٹ نہ ہوئی۔ بڑے اطمینان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران پہ سر رکھے بیٹھے تسلی دی لاتحزن ان اللہ معنا۔ گھبرانے کی کیا بات ہے ہمارے ساتھ قادر مطلق خدا ہے۔ اپنی فرستادگی اور خدا کی تائید و نصرت پہ کس قدر پختہ اور کامل یقین تھا۔ ایسے نازک وقت میں بہادر سے بہادر انسان کا دل بھی دہل جاتا ہے۔ اور اس کے پاؤں میں بھی لغزش آ جاتی ہے!!

— — —

جنگ احد میں جبکہ حضور صلعم کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ حضور صلعم سر پہ چوٹ لگنے سے غش کھا کر گر پڑے اور ساتھ ہی چند جاں نثار صحابی بھی شہید ہو کر آپ پہ گر پڑے اور مشہور ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ اس وقت دشمنوں کا حملہ بڑا زور دار تھا۔ ایک بڑی تعداد جاں نثاروں کی قربان ہو چکی تھی دشمن مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا اسی خوشی میں اسلامی لشکر کو مخاطب کر کے پوچھتا ہے کہ تم میں محمد (صلعم) ہے؟ اتنے دیر میں آپ چند صحابہ سمیت پہاڑی کے دامن میں جمع ہو چکے تھے۔ دشمن کے اس فقرے پر آپ اپنے صحابہ کو خاموش رہنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ جب دشمن حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض وغیرہ بڑے بڑے صحابیوں کا نام لے کر ایک ایک کر کے پکارتا جاتا ہے آپ ہر بار خاموش رہنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ بالآخر وہ نہایت خوشی کے انداز میں نعرہ لگاتا ہے اعل ھبل اعل ھبل۔ ہبل بت کی جے ہو۔ یہ سنتے ہی حضور صلعم جواب دینے کا حکم دیتے اور فرماتے ہیں کہو اللہ اعلیٰ واجل یعنی اللہ ہی کی شان بالا ہے!! لنا مولیٰ ولا مولیٰ لکم۔ اتنا سنتے ہی دشمن کی کمر ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اس کی ساری خوشی کرکری ہو جاتی اس پر رعب چھا جاتا ہے۔ اور وہ رات رات اپنا ڈیرہ ڈنڈا سنبھالے گھر کی راہ لیتا ہے۔ اللہ رے یقین کامل اور اے اللہ تیری تائید و نصرت!

— — —

جنگ حنین کا واقعہ ہے کہ اس جنگ میں کثرت سے نومسلم بھی شریک ہو گئے تھے۔ اور اپنی کثرت پہ فتح یقینی سمجھنے لگے تھے۔ خدا نے انہیں یوں سبق دیا کہ دشمن کے پہلے ہی حملہ سے تاب نہ لا کر بھاگنے لگے۔ اس بھگدڑ میں مخلص صحابہ کی سواریوں کے جانور بھی بے تحاشہ بھاگنے لگے۔ دشمن دلیر ہو گیا۔ وہ جلد جلد بڑھنے لگا ایسا نازک وقت بھی آ گیا کہ حضور صلعم کے ساتھ گنتی کے چند صحابہ رہ گئے۔ ایسے نازک وقت میں بھی حضور صلعم کے دل میں کوئی خوف کسی قسم کی کمزوری نہیں آئی آپ اپنی اونٹنی کو آگے کو بڑھاتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے انا النبی لاکذب۔ انا ابن عبد المطلب۔

پھر آپ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ صحابہ کو

آ ہولا دو۔ حضرت عباس کی آواز پر پروانہ وار صحابہ آن پہنچے۔ جن کی سواریاں پیچھے مڑنے پر بھی مڑتی نہ تھیں وہ اکثر پیادہ دوڑتے ہوئے حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ لڑائی کا پانسہ بدل گیا۔ دشمن پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ اللہ اللہ کتنا پختہ یقین ہے خدا کی تائید و نصرت پر!! اور اس کی قدرت کے کیا خوب کرشمے ہیں!!

—— ٭ —— ٭ ——

اب جائے غور ہے کہ

## اس زمانہ میں

ایک شخص دعوے کرتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے مامور بنکر آیا ہوں۔ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ جو کچھ میرا بھیجنے والا خدا کہتا ہے وہی میں کہتا ہوں وغیرہ وغیرہ

اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا والوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اور اس کے بھیجنے والے خدا نے جیسا کہ وہ کہتا ہے کیا سلوک کیا۔ اور اس نے حق ماموریت کو کہاں تک ادا کیا۔ وہ مدعی ماموریت و رسالت حضرت غلام احمد قادیانی ہیں دعوے ماموریت کے قبل دوسرے انبیاء و مرسلین کی طرح مرجع خلائق تھے لوگ یکا و یگانہ اور راستباز، متقی و پرہیزگار سمجھتے تھے۔ انکی تعریف میں تمام جان پہچان کے لوگ رطب اللسان تھے۔ فرقہ اہلِ حدیث کے چوٹی کے عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں آپ کی توصیف میں بہت کچھ لکھا تھا۔ مگر جونہی آپ نے دعوے ماموریت کیا سارے کے سارے دشمن بن گئے۔ کیا ہندو کیا مسلمان۔ کیا عیسائی۔ کیا ہم وطن کیا غیر وطن سبھی آپ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ کو دھوکہ باز۔ مکار۔ فریبی۔ مفتری وغیرہ وغیرہ۔ القاب شنیعہ سے ملقب کیا گیا۔ آپ کی آواز کو دبانے۔ آپ کے سلسلہ کو نیست و نابود کرنے۔ آپ کو ذلیل و رسوا کرنے کی انتہائی کوششیں کی گئیں مگر اس کے بھیجنے والے خدا نے گزشتہ انبیاء و مرسلین کی طرح اپنی تائید و نصرت سے دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب و بامراد کیا۔ اس تقابلی [illegible] کو حضور علیہ السلام نے اس طرح [illegible] فرمایا ہے

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ [illegible] دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حاجت روا

مختصر طور پر حسب ذیل چند واقعات پر نظر کیجئے۔ گذشتہ انبیاء کی طرح آپ کا ثبات۔ آپ کا استقلال۔ آپ کا خدا پر کامل توکل اور اپنی ماموریت پر پورا یقین ظاہر ہوتا ہے

جب لیکھرام کا واقعہ ظاہر ہوا ایک روز جب آپ اپنے مکان کے برآمدہ میں ٹہل رہے تھے۔ اچانک ایک انگریز پولیس سپرنٹنڈنٹ آپہنچے اور خانہ تلاشی کا منشاء ظاہر کیا آپ نے بلا حرج و پورے اطمینان کے ساتھ گھر میں پردہ کرا کے خانہ تلاشی کی اجازت دیدی۔ اور وہ خانہ تلاشی کے بعد چلا گیا۔ غور فرمائیے۔ آپ پر قتل کرانے کا الزام ہے۔ آریوں کا خیال تھا کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی پوری کرانے کے لئے کسی کو بھیج کر قتل کیا ہے اور اس پر سی۔ آئی۔ ڈی پولیس کی سرگرم تفتیش ایسی حالت میں اگر کوئی جھوٹا اور مفتری شخص ہوتا تو چھکے چھوٹ جاتے کلیجہ کانپ جاتا۔ نیند حرام ہو جاتی۔ مگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دل میں کسی قسم کے خوف و ہراس کا نام و نشان تک نہیں۔ اور اپنا کام پوری دلجمعی اور نہایت سکون اور اطمینان سے کرتے جا رہے ہیں!!

---

کسی مقدمہ کی پیروی میں آپ گورداسپور تشریف لے گئے ہیں۔ مقدمہ کی سماعت ہو چکی ہے۔ فیصلہ سنانا باقی ہے۔ آپ ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ چو طرف خدام بیٹھے ہیں۔ انہی میں سے کسی خادم نے یہ خبر سنائی کہ حاکم جو آریہ ہے اس کی قوم نے بدلہ لینے کے لئے اس پر دباؤ ڈالا ہے۔ اور اس نے بھی آپ کے خلاف فیصلہ کرنے کا تہیا کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ جوش کے ساتھ اٹھ بیٹھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے؟

خدا کی شان آپ کے خلاف الٹی فیصلہ سنانے کا وقت نہیں آتا کہ یہ منصف خود ہی راہی ملک عدم ہو جاتا ہے اور ایک دوسرا شخص آپ کے حق میں فیصلہ کرتا ہے۔ کیا یہ کھلم کھلا تائید الٰہی نہیں۔ کیا یہ آپ کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت نہیں؟ فنعم ما قال المسیح الموعودؑ ؎

اب ذرا سوچو دیانت سے کہ یہ کیا بات ہے
ہاتھ کس کا ہے کہ رد کرتا ہے وہ دشمن کا وار
مفتری کی نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا نہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

—— ٭ —— ٭ ——

سارے ہندوستان میں طاعون پھوٹ پڑا ہے۔ صوبہ پنجاب میں اس وبا نے اتنی شدت اختیار کر لی ہے کہ گھر کے گھر تباہ ہو گئے۔ خاندان کے خاندان کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ گاؤں کے گاؤں اُجڑ گئے۔ لاشیں بے دفنائے پڑی ہیں۔ ایسی حالت میں آپ فرماتے ہیں طاعون ہماری صداقت کے ثبوت میں آئی ہے اس سے نہ صرف میں بچایا جاؤں گا بلکہ میرے سچے متبعین بھی بچائے جائیں گے۔ میرے گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والے بھی بچائے جائیں گے۔ میرے گاؤں قادیان میں طاعون جارف نہیں آئے گی (یعنی گاؤں کو اجاڑ دینے والی طاعون نہیں آئے گی۔ ہاں چند موتیں ہو جائیں یہ حکم شاذ و نادر کا رکھتی ہیں

کیا کوئی مفتری کذاب ایسی دلیری دکھا سکتا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ وہ جو کچھ کہتا ہے وہی کچھ ہوتا بھی ہے۔ وہ بچایا جاتا ہے۔ اس کے سچے متبع بچائے جاتے ہیں۔ اس کے گھر کی چار دیواری کے اندر سے ایک چوہا بھی نہیں مرتا۔

اسی طرح کی پیشگوئی اسی قادیان کے ایک اخبار شبھ چنتک کے ایڈیٹر وغیرہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منہ چڑانے کے لئے کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں فوراً پکڑتا ہے۔ اور ہلاک کر کے دکھا دیتا ہے۔ کہ خدا کا بندہ کون ہے؟ اور مفتری کون ہے۔

مولوی محمد علی صاحب مرحوم ایم۔ اے

کو اسی زمانہ میں زور کا بخار ہوتا ہے گلٹی بھی نکل آتی ہے۔ ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ انہیں طاعون کی بیماری نے آپکڑا۔ سخت گھبرا جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور بدن پر ہاتھ رکھکر بخار دیکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو میں جھوٹا اور میرا سلسلہ جھوٹا"۔ خدا کی شان مسیح الزمان کا ہاتھ لگتے ہی بخار کافور ہو جاتا ہے گلٹی کا نشان تک نہیں ملتا۔ اللہ اللہ اپنی ماموریت پر کتنا بڑا ایمان اور خدا کی تائید و نصرت پر کتنا بڑا کامل یقین ہے"۔

جن واقعات و حالات و کیفیات کی بناء پر گذشتہ مرسلین و مامورین کو خدا کے برگزیدہ خدا کے نبی و رسول تسلیم کیا جاتا ہے اسی قسم کے واقعات حالات و کیفیات اگر آج حضرت مرزا غلام احمد قادیانی میں پائے جائیں۔ تو انہیں مفتری دجال [illegible] کا خطاب دیا جاتا ہے یہ کتنا بڑا ظلم ہے ؎

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی المرسلین!!

---

## سیکرٹریانِ تبلیغ کی توجہ کیلئے

ابھی گذشتہ ماہ میں جملہ سیکرٹریانِ تبلیغ (اور جہاں پر سیکرٹریان تبلیغ مقرر نہیں ہیں وہاں پر پریذیڈنٹ صاحبان) کو بذریعہ خطوط اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ باقاعدہ اپنی ماہوار تبلیغی رپورٹ دفتر ہذا میں بھجوا دیا کریں۔ اس سے قبل بھی بذریعہ خطوط جملہ پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریانِ تبلیغ کو اس اہم اور ضروری امر کی طرف متوجہ کیا جا چکا ہے۔ مگر افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ سوائے معدودے چند سیکرٹریانِ تبلیغ کے اکثر نے بار بار کے توجہ دلانے کے باوجود اس طرف دھیان نہیں دیا۔

میں دوبارہ پھر اس اعلان کے ذریعہ سیکرٹریانِ تبلیغ اور پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ تبلیغ کے کام کو باقاعدگی سے شروع کر کے باقاعدہ اپنی کارگزاری کی ماہوار رپورٹ ارسال کیا کریں۔ تاکہ ہم اس فرض کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ساری دنیا تک پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

---

## موصیوں کے سالانہ حسابات

موصی حضرات کے سالانہ حسابات تیار کر کے ان کی خدمت میں بھجوا دیئے گئے ہیں۔ سالانہ حساب اس لئے بھجوایا جاتا ہے کہ موصیوں [illegible] ادا کردہ چندہ اور مرکز کے حساب میں کوئی فرق ہو تو معلوم ہو سکے۔ لہٰذا موصی حضرات سے درخواست ہے کہ اگر انہیں اپنے حساب میں کوئی فرق نظر آئے تو جلد دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ حساب فہمی ہو سکے۔ نیز اگر کسی جماعت کے افراد کو ان کا حساب ابھی تک نہ مل سکا ہو تو وہ بھی مطلع فرمائیں تاکہ ان کا حساب ان کو بھجوایا جا سکے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

# آئندہ کیلئے دروازہ نبوت بند قرار دینے پر قرآنی تنبیہات

## اور

## علامہ ڈاکٹر اقبال کی قرآن دانی کی حقیقت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ۔ قادیانی

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی قرآن دانی کے متعلق المنبر لائلپور اپنے ۲۸ رجون ۱۹۶۱ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ

"علامہ مشرق و مغرب، قدیم و جدید: تاریخ و فلسفہ اور قرآن و الہیات کے علاوہ مختلف مذاہب کی تاریخ اور ان کے معاشی و اخلاقی اقدار پر گہری نظر رکھتے تھے تہذیب جدید اور تمدن قدیم کے ہر گوشے سے شناسا تھے"

نیز احمدیت کے خلاف نئے سرے محاذ قائم کرتے ہوئے ختم نبوت کے بارہ میں علامہ اقبال کے جو بعض پرانے مقالات کو دوبارہ شائع کیا ہے ان سے قبل تمہیداً لکھا ہے کہ

"فکر اقبال کا ایک اہم پہلو اسلام کے اساسی عقیدہ ختم نبوت کی تشریح و توضیح ہے ..... یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ عہد جدید میں فکر اقبال ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اور اس اہمیت کا تقاضا ہے کہ ختم نبوت ایسے بنیادی مسئلہ پر اقبال کے افکار کی اشاعت عام ہو"

سب سے پہلے یہ بات دریافت طلب ہے کہ علامہ اقبال کی پوزیشن دینیات و الہیات میں کیا ہے۔ کیا ان امور میں المنبر والے انہیں اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں؟ اور ان کی تمام باتوں کو اپنے لئے حجت قرار دیتے ہیں؟ یہ مانا کہ علامہ موصوف عصر حاضر کے ایک نامور شاعر اور فلسفی تھے مگر الہیات اور دینیات میں ان کی تحریرات کو مسلمان اپنے لئے حجت قرار نہیں دیتے کہ ان کی باتوں کو اس انداز سے پیش کیا جائے! علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس کے متعلق انہوں نے صرف عقلاً تمدنی و معاشرتی پہلوؤں سے اظہار خیال فرمایا ہے۔ حالانکہ انہیں چاہیئے تھا کہ وہ اس سلسلہ کے دیگر پہلوؤں پر کچھ لکھنے سے قبل اس کا جائزہ قرآن کریم و احادیث سے لینے کی کوشش کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے ادھر کا رُخ کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی بلکہ اس طرف سے عمداً گریز کی راہ اختیار کی ہے۔ اور اپنی طرف سے اسے واضح کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان کی توضیحات سے کسی بات پر روشنی پڑنا تو درکنار ان کے لئے اور کئی قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ فرمایا ہے۔ برابر قرآن و حدیث سے اس مسئلہ کی حقیقت مسلمانوں کے سامنے رکھی جا رہی ہے۔ آج تک کسی مخالف جماعت کی طرف سے پیش کردہ دلائل کا معقول جواب بن نہیں پڑا۔ ہاں ادھر ادھر کی باتوں میں تکرار اور تضیع اوقات ضرور ہوتا رہا۔

چنانچہ اخبار المنبر کے زیر نظر سلسلہ مضامین میں بھی اسی طریق کو اختیار کیا گیا ہے۔ اخبار الفضل کی طرف سے پیش کردہ جواب کا کوئی معقول رد کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کا منشا تحقیق حق ہرگز نہیں۔ چنانچہ خود المنبر نے الفضل کے اس نوٹ کو جس میں اسے جواب کے لئے متوجہ کیا گیا تھا اپنے نوٹ کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے:-

" سنیئے تنویر صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دینی ہفت روزہ میں جس کا کوئی نمبر ایسا نہیں ہوتا جس میں (۱) جماعت احمدیہ یا اس کے پیشوا اور امام پر رکیک حملے نہیں ہوتے ایک پرانا اور فرسودہ مقالہ شائع ہوا ہے جس کا جواب باصواب کئی بار دیا جا چکا ہے مگر اس ہفت روزہ نے محض شرارت کے لئے اس مقالہ کو پھر شائع کر دیا ہے کیونکہ اگر اس کی نیت نیک ہوتی اور وہ تحقیق حق کے لئے لکھتا تو بجائے اس مقالہ کو بعینہٖ شائع کرنے کے جو جواب ہماری طرف سے اس کے شائع ہو چکے ہوئے ہیں ان کو بھی زیر نظر لاتا اور ہمارے جوابوں کی غلطیاں ظاہر کرتا مگر چونکہ ہفت روزہ کی نیت احقاق حق نہیں ہے۔ اس لئے اس نے مقالہ کے جواب میں جو کچھ ہماری طرف سے لکھا گیا ہوا ہے۔ اس کا تو مطالعہ نہیں کیا اور مقالہ بجنسہٖ پھر شائع کر دیا ہے"

اس یاد دہانی کے باوجود ہفت روزہ مذکور نے احقاق حق کا ثبوت مطلقاً پیش نہیں کیا جس کا ہمیں افسوس ہے۔

علامہ موصوف کی طرف سے جو وجوہات دروازہ نبوت کے بند ہونے اور آئندہ نبی آنے کے خطرات پیش کئے گئے ہیں۔ اُن کا جواب الفضل دے چکا ہے جس کے اعادہ کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ میں اس جگہ صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ علامہ موصوف کے متعلق قرآن دانی کا جو دعویٰ ادیب کیا گیا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔ اگر تو واقعی علامہ موصوف قرآن کریم و احادیث سے کماحقہ واقف اور اس کے معارف و حقائق سے بخوبی مطلع تھے تو انہوں نے اس مسئلہ کے بارہ میں قرآن کریم اور احادیث کی رو سے بحث کرنے سے گریز کی راہ کیوں اختیار کی۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے وقت اور اس سے قبل بھی لوگوں کا یہ عقیدہ رہ چکا ہے کہ آئندہ کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا چونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف تھا اور ہدایت کے صریح منافی تھا اور آئندہ بھی لوگوں نے اسے اختیار کر کے گمراہی میں مبتلا ہوتا تھا بالخصوص مسلمانوں نے اسے اپنا کر اپنے آپ کو چاہ ضلالت میں گرانا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال قبل حضرت بانی اسلام علیہ السلام کے ذریعہ اس بارہ میں قرآن کریم میں سخت تنبیہات اور سرزنش وارد کر کے انہیں ہوشیار کر دیا۔

سے قرآن کریم نے نبوت کے بارہ میں [illegible] بحث کرتے ہوئے خاص طور پر حسب ذیل تین پہلوؤں کو واضح کیا ہے: اول یہ کہ آئندہ کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا کہنا [illegible] اور گمراہی کا [illegible] نکالنا [illegible] اور سوم آئندہ نبی [illegible]۔

اس وقت میں اس جگہ مذکورہ تین پہلوؤں میں سے صرف اسی پہلے پہلو کے متعلق قرآن کریم کے بیان کو قارئین کرام کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس سے قارئین کرام کو اس امر کا اندازہ لگانے کا موقع ملے گا کہ علامہ موصوف کہاں تک قرآن کریم سے تعلق رکھتے اور اس کی روح و مغز سے ان کو کس حد تک واقفیت تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ آیا ان کی توضیحات اس قابل ہیں کہ ان کو کوئی وقعت یا اہمیت حاصل ہو۔

چونکہ یہ عقیدہ قرآن کریم کے نزول سے قبل اور قرآن کریم کے نزول کے وقت بھی بعض لوگوں کا رہ چکا تھا۔ اور ان کی گمراہی کا موجب بن چکا تھا۔ اور آئندہ بھی مسلمانوں نے اسے اختیار کر کے ہدایت کی آمد کے وقت اس عقیدہ کے ذریعہ سے ایمان سے محروم ہو جانا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے ہوشیار کر دیا۔ اور اس بیان کو تا قیامت قرآن کریم میں محفوظ رکھ دیا تا وہ آئندہ ہدایت سے محروم نہ ہوں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے بھی اس عقیدہ کو اختیار کر کے نقصان اٹھانا تھا ورنہ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر نہ فرماتا۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس پر غور کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ولقد جاءکم یوسف من
قبل بالبینٰت فما زلتم
فی شک مما جاءکم بہ
حتیٰ اذا ھلک قلتم
لن یبعث اللہ من بعدہ
رسولا ۔ کذالک یضل
اللہ من ھو مسرف مرتاب
الذین یجادلون فی آیات
اللہ بغیر سلطان اتٰھم
کبر مقتا عند اللہ و
عند الذین اٰمنوا
کذالک یطبع اللہ علیٰ کل
قلب متکبر جبار

(مومن ع ۴)

فرماتا ہے کہ اس سے قبل یوسف تمہارے پاس بینات لے کر آیا مگر جس چیز کو وہ لے کر آیا اس کے ماننے کی بجائے تم اس کے متعلق شک میں مبتلا رہے حتیٰ کہ جب وہ وفات پا گیا تو تم نے یہ کہہ دیا کہ اس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول کھڑا نہ کرے گا اسی طرح اللہ ان لوگوں کو جو حد سے نکلنے والے اور شک طبیعت رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور جو اللہ کے احکام و نشانات و دلائل کے بارہ میں بغیر کسی الہامی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو

ہو جھگڑتے ہیں۔ گویا کر دیا کرتا ہے (اور آئندہ بھی کر دے گا) یہ بات اللہ کے نزدیک اور ان لوگوں کے نزدیک جو سچے مومن ہیں سخت ناراضگی کا باعث ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر کر دیا کرتا ہے (اور آئندہ بھی کر دے گا)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس منحوس عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو آٹھ سرزنشیں اور تنبیہات فرما کر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے:-

(۱) پہلی تنبیہہ یہ فرمائی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ مسرف یعنی حد صحیح سے باہر جانے والے ہوتے ہیں۔

(۲) دوسری تنبیہہ یہ فرمائی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ شکی طبیعتوں والے ہوتے ہیں

(۳) تیسری تنبیہہ یہ فرمائی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ بھٹکے گمراہ کر دیا کرتا ہے۔ یہ اس کی سنت ہے۔ بتایا ہے کہ یہ عقیدہ نبی کی آمد پر انکار و گمراہی کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس جگہ یضل فعل مضارع ہے جو حال و استقبال ہر دو پر مشتمل ہے اور اپنے اندر استمرار اور تجدد کا پہلو رکھتا ہے۔

(۴) چوتھی تنبیہہ یہ فرمائی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی دلیل نہیں اس میں یہ بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں آئندہ کوئی نبی مبعوث نہ کروں گا۔ اگر قرآن کریم میں کہیں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہو کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ کہ میں محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کبھی بھی کوئی نبی مبعوث نہ کروں گا تو وہ ہمیں دکھلایا جاوے۔

(۵) پانچویں تنبیہہ یہ فرمائی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث ہے۔ وہ اسے کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس سے اس کی رحمت کا دروازہ مخلوق کے لئے مسدود ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ سچے مومن بھی اس چیز کو کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ عقیدہ نبوت و ہدایت کے سراسر منافی ہے۔

(۶) چھٹی تنبیہہ یہ فرمائی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ دراصل متکبر ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو نبی کے مقابلہ میں بڑا سمجھتے ہیں۔

(۷) ساتویں تنبیہہ یہ فرمائی ہے کہ ایسے لوگ سرکش ہوتے ہیں۔ نبی کی اطاعت میں نہیں آنا چاہتے۔

(۸) آٹھویں تنبیہہ یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے متکبروں و سرکشوں کے دلوں پر مہر کر دیا کرتا ہے۔ ان لوگوں کے رویہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دراصل ایسے لوگ اپنے اعمال اور کرتوتوں کے نتیجہ میں ایمان سے محروم رہیں گے۔ اس جگہ بھی یطبع فعل مضارع ہے۔ جو حال و استقبال کے معنی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس عقیدہ پر اس قدر تنبیہات بیان فرمانا اس عقیدہ کی انتہائی نحوست کا ثبوت ہے۔

اگر ان آیات کے متعلق ذرا بھی غور و فکر سے کام لیا جائے تو بہایت آسانی سے اس عقیدہ کی غلطیت واضح ہو سکتی ہے۔ اور علامہ موصوف کی قرآن دانی کی حقیقت بھی عیاں ہو سکتی ہے۔ ان آیات کی موجودگی میں علامہ موصوف کا بیان کیا حیثیت رکھتا ہے کیا المنبر کبھی اس بات کے لئے جرأت کر سکتا ہے کہ وہ نص قرآن کریم کے اس بیان کو تسلیم کرے یا اس کی تردید کے لئے میدان میں نکلے۔ بصورت دیگر اپنی بے پرکی اڑائے جانا طریق صواب نہیں!!

## درخواستہائے دعا

۱- جماعت احمدیہ سری کاکولم کے مخلص دوست مکرم جناب بہادر خان صاحب ان دنوں مالی اور بعض دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ اس لئے احباب کرام بزرگانِ عظام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صاحب موصوف کی جملہ مشکلات کو جلد دور فرماوے اور اسلام و احمدیت کی خدمات دینیہ بہتر رنگ میں بجا لانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار بدر الدین احمد عفی عنہ
معلم وقف جدید از سری کاکولم

۲- ہمارا ۱۱ اوٹ منٹ کا ایک مقدمہ چل رہا ہے اس میں کامیابی کے لئے احباب جماعت دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔ خاکسار محمد شفیع ہمایوں باغ کانپور

۳- خاکسار کو دو ماہ سے دل کی سخت تکلیف ہے۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد مجھے اس بیماری سے کامل شفا بخشے آمین۔

خاکسار عبد المنان بن اسپ تی خان ساکن کیرنگ حال نزیل ڈھاکہ

۴- عزیزہ اشرف النساء بعمر دو سال کئی دنوں سے بخار، پیچش اور پیٹ کی دیگر شکایات

# لیجئے سنہ ۱۳۸۱ ہجری بھی گذر گیا!

(بقیہ صفحہ ۲)

ایسا سمجھا جاتا تھا۔ مگر یہ صدی یونہی گذر گئی۔ تو مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل و رحم و کرم فرمائے چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲)

**ظہور مہدی و مسیح موعود** | احادیث اور بزرگان سلف

کے اندازوں کے مطابق عین چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں وہ "مہدی معہود و مسیح موعود" قادیان کی مقدس بستی میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ سنہ ۱۸۸۹ء بمطابق سنہ ۱۳۰۷ ہجری میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے باذن الٰہی اعلان فرمایا کہ میں اس صدی کا مجدد مہدی اور مسیح ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

(الف) "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں" (اربعین)

نیز فرمایا ؎

(ب) وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا!

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان سے آپ کی تائید میں نشان ظاہر فرمائے۔ مگر علماء جلوہ ظہور پر آپ کی تکذیب و تکفیر کی۔ اور اپنے مزعومہ عقائد کے بل بوتے پر آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے بیٹھے رہے۔ مگر کوئی مسیح آسمان سے نازل نہ ہوا اور وہ حسرت و یاس کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تا وقتیکہ سنہ ۱۳۵۱ ہجری پہنچ گیا۔

**وصیت نامہ** سنہ ۱۳۵۱ ہجری میں متذکرہ "العبد المستغفار بندہ" "زبان مصطفوی" کثرت سے شائع اور تقسیم کیا گیا شیخ احمد کے خواب کا سہارا لے کر سنہ ۱۳۸۱ ہجری کا انتظار رہا۔ کہ شاید اس وقت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو جائیں۔ مگر افسوس یہ سال بھی یونہی گذر گیا ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

نہ کوئی مسیح نازل ہوا۔ اور نہ کوئی مہدی ظاہر ہوا۔ اور اب ہم سنہ ۱۳۸۲ ہجری کے دوسرے ہفتہ میں ہیں۔

**لمحۂ فکریہ** | پس ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ سوچیں کہ چودھویں صدی بھی ختم ہونے کو ہے اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس صدی کے مجدد، مہدی اور مسیح نہیں تو اس صدی کا مجدد کہاں ہے؟ اور کہاں ہیں وہ مہدی و مسیح جن کے ہم احادیث نبویہ کی بنا پر اس صدی میں منتظر تھے؟ آخر یہ صدی مجدد سے کیوں خالی رہی؟ جبکہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہر صدی میں پورا ہوتا آیا۔ اگر وہ خالی الطبع ہو کر اس مسئلہ پر غور و خوض کریں گے۔ نیز خدا تعالیٰ کی طرف راغب ہوں گے۔ تو انشاء اللہ العزیز حق و صداقت اُن پر منکشف ہو جائے گی۔ اور اُن کو اس صدی کے مجدد، مہدی اور مسیح کی شناخت اور اس پر ایمان لانے کی توفیق مل جائے گی۔ اور پھر اُن کے اندر انتظار کی بجائے خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کا سچا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ خدا کرے کہ ہمارے مسلمان بھائی "فرمان مصطفوی" کہ "جب مہدی ظاہر ہو۔ تو اسے میرا سلام پہنچانا" کے مطابق حقیقی مہدی اور مسیح کو سلام پہنچانے کی توفیق پائیں۔ آمین۔

---

... کے سبب سخت بیمار ہے۔ بزرگانِ سلسلہ و درویشانِ کرام کی خدمت میں التجا ہے کہ درد دل کے ساتھ اس بچی کی شفایابی کے لئے خداوند کریم سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عزیزہ مذکور کو شفا بخشے آمین۔

خاکسار لطیف الرحمان احمدی از چودہ کلاش (اڑیسہ)

۵- میرا لڑکا خورشید احمد بیمار ہے۔ احباب جماعت بزرگانِ سلسلہ اور درویشان قادیان سے عزیز کی صحت کاملہ کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
سیف الدین باجپور ضلع کٹک (اڑیسہ)

# والدِ ماجد حضرت نصیر الدین احمد صاحب مرحوم وکیل (بیگوسرائی) کے مختصر حالاتِ زندگی

از مکرم محمد نور عالم صاحب احمدی ایم۔اے سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کلکتہ

ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ والد صاحب مرحوم کے حالاتِ زندگی لکھوں۔ جب بھی اس طرف توجہ ہوئی دماغ کو حاضر نہ پایا۔ کیونکہ اُن سے وابستہ بہت سے واقعات کی یاد آجاتی تو غمِ مفارقت تازہ ہو جاتا اور اس کا رِ تحریر پر گزرے ہوئے دنوں کا سایہ پڑ جاتا۔ ایسی صورت میں کچھ لکھنا محال تھا تاہم باپ کی شفقت، ماں کی مامتا، عزیزوں کی محبت اس قابل نہیں کہ اُنہیں بھلایا جا سکے۔ بہرکیف یہ ایامِ ماضی کے یہ چند نقوش ہیں جن کو سپردِ قلم کر کے کسی حد تک فریضۂ فرزندی سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

میرے دادا جان حضرت عبد الحکیم صاحب مرحوم نے غالباً انیسویں صدی کے اواخر میں یا بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی احمدیت قبول کی۔ آپ کا انتقال ۱۹۲۶ء میں ہوا۔ اس سے قبل ۱۹۱۶ء میں میرے چچا جان نظیر الدین احمد صاحب سب انسپکٹر آف پولیس، کا انتقال ہو چکا تھا ان دو بزرگوں کی موت کے بعد گھر میں یتیم بچوں کی تعلیم و تربیت کا سوال تھا۔ بعضوں کی شادی کا مسئلہ درپیش تھا۔ احمدیت تو خاندان میں آ چکی تھی۔ لیکن ہنوز پرانے رسم و رواج کا غلبہ تھا۔ موروثی ملکیت موجود تھی مگر اتنی نہیں کہ پورے خاندان کی کفالت کرتی۔ ان ہی نامساعد حالات میں ایک نوعمر انسان تنازع للبقاء کی نذر ہونے میدانِ عمل میں آیا۔ آپ کے ساتھ خانہ ارمانی کی کچھ تلخ یادیں تھیں اور پیشِ نگاہ ایک مبہم امیدِ مستقبل۔

والد صاحب کی پیدائش مونگھیر ضلع کے ایک گاؤں بنہوکی میں ہوئی۔ پورنیہ ہائی سکول سے فرسٹ ڈویژن میں انٹرنس پاس کیا۔ بی۔ این کالج پٹنہ سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور پٹنہ لا کالج سے بی ایل۔ ایل بی پاس کیا۔ ۱۹۲۰ء میں بیگوسرائے کورٹ میں پریکٹس شروع کی۔ شعبۂ قانون کی ہنگامہ خیز زندگی میں چالیس سال معروفِ عمل رہے۔ خلوت میں آپ کا مشغلہ مطالعہ تھا۔ جلوت میں تبلیغ۔ آپ کی تبلیغی گفتگو مدلل، معنی خیز اور منطقی ہوتی تھی۔ آپ کا دائرۂ تبلیغ حکام شہر قانون داں اصحاب، کاشتکار، طلباء مولوی، پنڈت، پادری سب پر یکساں محیط تھا۔ تبلیغ کے معاملہ میں آپ کا یہی مسلک رہا کہ دانشمندانہ طور پر ہر وقت اور ہر جگہ تبلیغِ حق کی جا سکتی ہے آپ کی زندگی میں ایک چیز بہت نمایاں تھی۔ جب بھی احمدیت کے وقار کا سوال پیدا ہوتا تو آپ کسی تصفیہ پر راضی نہیں ہوتے تھے اگر کسی جہت سے چیلنج آیا تو آپ فوراً قبول کر لیتے تھے

۱۹۳۶ء کی بات ہے کہ پھلواری شریف کے ایک مولوی صاحب امارتِ شرعیہ بہار کی طرف سے امیر المبلغین بنا کر دورہ پر روانہ کئے گئے۔ ایک دن اچانک بیگوسرائے میں وارد ہوئے شوقِ تبلیغ کشاں کشاں انہیں والد صاحب کے پاس لے آیا۔ ساتھ کچھ معززینِ شہر بھی آئے۔ مولوی صاحب نے آتے ہی فرمایا کہ انسانی ہمدردی مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ سنا ہے آپ قادیانی ہیں لہٰذا ایک مبلغِ اسلام کا فرض ہے کہ گمراہوں کو ہدایت کی راہ دکھائے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ مجھ کو بھی آپ جیسے ایک خضرِ راہ کی تلاش تھی۔ یہ تمہیدی گفتگو ختم ہی ہو کر مناظرے کی صورت اختیار کر گئی شرائط طے ہو گئیں۔ ایک غیر احمدی وکیل مکرم منصور حسن صاحب حکم قرار پائے۔ مناظرے کے دن اطراف و جوانب سے جوق در جوق لوگ آنا شروع ہوئے۔ آٹھ مولویوں کی ایک ٹولی بھی آ پہنچی۔ مناظرے کی ایک شرط یہ تھی کہ جماعت المسلمین کی طرف سے فخرِ بہار مولوی نظام الدین صاحب بولنے کے مجاز ہوں گے۔ اور احمدیوں کی طرف سے والد صاحب۔ پہلی تقریر والد صاحب کی ہوئی۔ آپ نے وفاتِ مسیح کے ثبوت میں قرآن شریف سے ایک آیت پیش کی۔ اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے فریقِ مقابل سے جواب طلب کیا۔ میں نے اپنی عمر میں پہلی بار غیبی طمانچے کا نظارہ دیکھا۔ مولوی صاحب جوابی تقریر کے لئے کھڑے ہو گئے اس سے انکار نہیں۔ لیکن اس حال میں کہ چہرہ زرد، زبان میں لکنت اور جسم پر رعشہ کا غلبہ۔ مولوی صاحب کچھ بول بھی رہے تھے لیکن سامعین نے کچھ نہیں سمجھا۔ موصوف خود بھی دماغ کے مختل ہو جانے کی وجہ سے اپنی باتیں سمجھنے سے قاصر تھے۔ دیگر مولویوں نے جب محسوس کیا کہ فخرِ بہار پر بدحواسی کے دورے پڑ رہے ہیں تب تحریرسے لکھ لکھ کر مولوی صاحب کی طرف بڑھانے لگے۔ مگر یہ کاغذی گھوڑے کام نہ آ سکے کیونکہ کاتبِ تقدیر کا فیصلہ کچھ مختلف تھا۔ جب مولوی صاحب کے ہوش کسی طور سے بحال نہ ہو سکے تو مولویوں نے شور مچا دیا۔ ہر ایک مولوی چلا چلا کر کہتا "جواب میں دوں گا، جواب میں دوں گا"۔ تمام کے سامنے مناظرہ کی شرائط تھیں۔ انہوں نے دوسروں کو بولنے کی اجازت نہ دی بلکہ منصور حسن صاحب وکیل نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ بات اب ظاہر ہو چکی ہے کہ نصیر الدین احمد صاحب کے اعتراض کا جواب ہمارے مولوی صاحب کے پاس نہیں اعترافِ شکست نے بزم کو رزم میں تبدیل کر دیا لاٹھیاں نکل پڑیں اور خشت باری شروع ہو گئی۔ ہندو اور مسلمان رؤسائے شہر و مقامی حکام نے والد صاحب کو گھیرے میں لے لیا۔ حالات پر قابو پایا گیا۔ اور یہ مناظرہ ختم ہوا۔ مناظرے کے آغاز و انجام کے درمیان بس ایک ہی آیت، اعجاز حاصل تھی جو والد صاحب مرحوم نے پیش کی تھی اور وہ آیت یہ ہے "ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد"۔

غالباً ۱۹۳۵ء کا واقعہ ہے کہ بیگوسرائے میں آریوں کا ایک عظیم الشان سہ روزہ جلسہ ہوا۔ پنڈت رام چندر دہلوی آئے ہوئے تھے۔ پنڈت جی نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر چیلنج دیا کہ میں قرآن و حدیث پر اعتراض کرتا ہوں۔ کوئی ہے جو جواب دے۔ ایسے موقعہ پر علماء کی بے بسی ظاہر ہے۔ والد صاحب کو اطلاع ملی۔ آپ خاموش نہ رہ سکے اور دوسرے دن کے جلسہ کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کو یقین تھا کہ آریوں کے جلسہ میں جا کر سوال و جواب کے معنی انتشار و ہنگامہ ہے۔ مگر اپنی فطری غیرت سے مجبور تھے۔ آپ کو یہ کب منظور ہو سکتا تھا۔ کہ کلامِ پاک و احادیث پر حملے ہوں اور آپ خاموش رہ جائیں۔ دوسرے دن صبح کو جلسہ گاہ کی طرف جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ خلافِ توقع مکرم مولوی غلام احمد صاحب (بدو ملہوی) سابق مبلغ بہار تشریف لے آئے جب ہم لوگ جلسہ گاہ جاتے ہوئے بازار سے گزر رہے تھے تو مسلمان دکانداروں نے اپنی دکانیں بند کر دیں اور پیچھے پیچھے ہو لئے۔ تمام مسلمان منتظر تھے کہ اسلام کی کوئی عزت رکھ لے۔ اب وہ موقع تھا کہ مجاہدین پہونچ گئے مولوی غلام احمد صاحب کی صورت پر نظر پڑتے ہی پنڈت جی کے اوسان خطا ہو گئے جلسہ گاہ کے اندر ہی مناظرہ کی شرائط پیش کی گئیں۔ لیکن پنڈت جی کی منظور نہ پڑتی۔ راہِ فرار اختیار کی اور تیسرے دن کی نشست میں شرکت کے بغیر دہلی روانہ ہو گئے۔ والد صاحب نے فوراً اپنی طرف سے ایک جلسہ کے انعقاد کا اعلان کیا اور جلسہ بہت کامیاب رہا۔

جب کسی مولوی سے گفتگو ہوتی تو آپ بہت مسرور ہوتے تھے۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ مولوی کو پہلے اجرائے نبوت کی ایک دو آیتیں سنا کر گرم کر دیتے تھے۔ جب آپ دیکھتے کہ اس کے ذہنی توازن میں فرق آ گیا ہے اور وہ اپنی تردید آپ کرنے لگا ہے۔ تو آپ شیعوں کے مقابر میں حنفیوں کے بعض طریقوں کی حمایت کر دیتے۔ مولوی مطمئن ہو کر نرم ہو جاتا۔ پھر آپ صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دو دلیلیں پیش کر دیتے۔ تو حریف کے چہرے پر آگ برسنے لگتی۔ اور وہ تکفیر پر اُتر آتا۔ اب آپ کفر و ایمان کے فلسفہ کو بیان کرتے ہوئے بریلوی دیوبندی مولویوں کی تکفیری معرکہ آرائیوں کا ذکر فرماتے۔ حریف کی عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ مجبور اور شکستہ پر۔ آپ کا مقصد مولویوں سے گفتگو کرنے کا یہ کبھی نہیں تھا کہ وہ قبولِ حق میں پیش قدمی کریں۔ ایسی خوش فہمی آپ کو کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کی نگاہ اردگرد بیٹھے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں پر ہوتی تھی۔ جو اس قسم کی بحث و تمحیص سے بالواسطہ فائدہ اٹھا لیتے تھے۔

قدرت کے کام بھی نرالے ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو مولویوں کا طبقہ آپ سے سخت بیزار تھا دوسری طرف آپ کے قانونی تبحر کا دل سے قائل اور اپنے مقدموں کو آپ کے سپرد کرنے پر بالکل مجبور۔ یہ خطہ مولوی خیز نہیں ہے۔ مگر مولویوں کی پیداوار کو کون روکے۔ پورے علاقہ میں اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق پھیلی ہوئی ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک بات اور عرض کر دوں۔ بنہوکی سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جہاں حادثاتی طور پر بہت سے مولوی آباد ہیں۔ ان کی آپس میں برابر جنگ رہتی ہے۔ دس سال سے ایک مقدمہ چل رہا تھا۔ جھگڑا زمین کا تھا۔ نصف درجن مولوی ایک طرف تھے۔ نصف درجن مولوی دو حاجی، ایک حافظ اور ایک قاری دوسری طرف تھے۔ مقدمہ جتنا لمبا ہوتا گیا پیچیدگیاں بڑھتی گئیں۔ تنگ آ کر بیگوسرائے کورٹ کے حکام نے دونوں فریق پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ ثالث کے ذریعہ تصفیہ کرا لیں۔ کئی نام پیش کئے گئے۔ فریقین کسی نام پر بھی متفق نہ ہو سکے۔ لیکن ایک نام ایسا بھی آیا۔ جس پر دونوں فریقوں نے بشاشتِ قلبی سے اتفاق کر لیا اور وہ والد صاحب مرحوم تھے۔

اپنے علم، قانونی تبحر اور اخلاق کی وجہ سے آپ ہر جگہ مقبول تھے۔ زندگی کو آپ نے زندگی سمجھ کر جینے کی کوشش کی۔ آپ نے زندگی کو محض فلسفہ نہیں سمجھا! ورنہ آپ کو یہ گمان ہوتا کہ زندگی شاعر کا تخیل ہے۔ اس کی مخصوص حقیقتوں سے آپ آگاہ تھے۔ آپ جانتے تھے کہ اس میں تلخیاں بھی ہیں اور شیرینی بھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی میں ابہام، تشکیک یا انتشار نظر نہیں آتا۔

مومن کی ایک شان یہ بھی ہے کہ وہ جنگ اور امن دونوں حالتوں میں مناسب حال کردار ادا کرے۔ جنگ کے دنوں میں آپ War Committee کے ممبر تھے۔ اسی سلسلہ میں [illegible]

آپ نے بہت سے نوجوانوں کو حکومتِ کشمیر میں بحال کرایا۔ ملک و وطن کی سالمیت کی خاطر آپ نے کر ۔۔۔ تقسیم کا بھرپور ساتھ دیا۔ امن کے دن آئے تو فرقہ وارانہ فسادات نے ملک میں رونما ہو جانا۔ بیگو سرائے سب ڈویژن کے Peace Committee کے ممبر ہوئے اور اپنے مثالی کردار و امن پسندی کی وجہ سے ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔ ایسے موقعوں پر جبکہ فرقہ وارانہ کشمکش نقطۂ عروج پر پہنچ چکا ہوتا خوش گوار اور صلح و آشتی کی فضا پیدا کر دی۔ آپ کی تاریخِ حیات کا ایک مخصوص پہلو یہ ہے کہ سنگین سے سنگین نزاعی مسائل کا فوری اور پُرامن حل تلاش کر کے فریقین کو آمادۂ صلح کر لیتے تھے۔

جارج ششم کے جشنِ تاجپوشی کے موقعہ پر سب ڈویژنل آفیسر نے شہر کے قابل قلمکاروں سے موقعہ کی مناسبت سے انگریزی میں ایک مضمون لکھنے کی فرمائش کی۔ والد صاحب نے جو مضمون لکھ کر پیش فرمایا تھا وہ تمام دیگر مضامین پر غالب رہا۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا گیا۔ یومِ جشن پر حکام شہر بھی ٹریکٹ عوام میں تقسیم کر رہے تھے۔ مضمون کے آخری دو پیراگراف جلیلہ سے شہنشاہ نے منتخب کر کے ہندوستانی کرنسی اور صوبہ و مرکز کے دیگر ارباب اختیار کی طرف سے شکریہ ادا کیا ان کے دلی جذبات موصول ہوئے۔

مقامی ہائی انگلش اسکول، گرلز ہائی اسکول، مڈل اسکول وغیرہ کے آپ ممبر تھے۔ ان اداروں کی تعلیمی، تربیتی و اصلاحی مجلسوں میں برابر شرکت فرماتے۔ اخلاقی میدان کی کارروائیوں سے دلچسپی رکھتے اور مفید مشورے دیتے تھے۔

ہسپتال کی مینجنگ کمیٹی کے ممبر تھے۔ ایک موقعہ پر کمیٹی کے ممبروں میں لیڈی ڈاکٹر کی تقرری پر اختلاف ہو گیا۔ متعدد درخواستیں آئی ہوئی تھیں۔ صنفِ نازک کا معاملہ ذرا نازک ہی ہوتا ہے۔ ممبروں کی غیر جانبداری جاتی رہی۔ ہر ایک کی نظر میں ایک مخصوص امیدوار کی بحالی تھی۔ انتخاب مشکل ہو گیا۔ اربابِ انتخاب کی ایک ہنگامی میٹنگ ہوئی۔ متفقہ طور پر طے پایا کہ انٹرویو لینے اور انتخاب کرنے کا پورا اختیار ملک نصیر الدین احمد کو دیا جائے۔ دورانِ انٹرویو ایک سندھی خاتون نے تعلیمی ڈگریاں اور تجربوں کے ذکر کے بعد بتایا کہ تیر و تلوار بھی چلانا جانتی ہوں۔ والد صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ پھر مریضوں کی سلامتی کا ضامن کون ہوگا۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں بیگو سرائے بار ایسوسی ایشن کے آپ سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اپنے عہدِ اختیار میں آپ نے بار اور حکام کے درمیان گہرا ربط پیدا کیا۔ لائبریری میں بہت اصلاحیں کیں اور عمارات میں قابلِ قدر اضافے کئے۔

سنہ ۱۹۳۵ء میں ایک ہندو پنڈت رسہ نے وکیل نے "اسوۂ رسول" نام کی ایک کتاب تصنیف کی۔ اس نے تین حصے ہیں۔ قبل سے ہی اس کا چرچا اخبارات میں ہو رہا تھا۔ کتاب منظرِ عام پر آئی تو شہر میں ایک طوفان برپا ہو گیا۔ اس لئے نہیں کہ "اسوۂ رسول" کسی بھی لحاظ سے اسلامی تعلیمات پیش کرنے سے قاصر تھی بلکہ محض اس لئے کہ مصنف نے دیباچہ میں والد صاحب کا نام اور آپ کے قیمتی مشوروں کا ذکر کر دیا تھا۔ مزید برآں الفضل خالحکم سے استفادہ کرنے کا تذکرہ ہو گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس کتاب کے نسخے خریدے تھے اُن کو بے دین و ملحد کہا گیا۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور سارے ملک میں پھیل گئی۔

آپ کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی اولاد اور خاندان کے دیگر افراد صبر آزما حالات میں بھی مایوس نہیں ہوئے۔ ۔۔۔ ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا اور ایسا بھی ہوا کہ نظامِ خلافت، مرکز و امارت کی پیروی نے ابتلا ڈالا۔ لیکن آپ کے دامنِ عاطفت سے فیض یافتہ نوجوانوں کے پائے استقلال کو حالات کے جھکڑ بھی متزلزل نہ کر سکے۔

مہمان نوازی آپ کا شعار تھا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی مہمان ضرور رہتا اور آپ حق ضیافت ادا کر کے بیحد مسرت محسوس کرتے تھے۔ مبلغین کرام تشریف لاتے تو آپ کو اس وقت تک قرار نہ ہوتا تھا جب تک کہ آپ دیکھ نہ لیتے تھے کہ مہمان سو چکے ہیں۔ آپ فخر محسوس کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مجاہد خادم آپ کے گھر آئے ہیں۔

یوم النبی، سیرت النبی و پیشوایانِ مذاہب کے جلسے ہمیشہ کراتے تھے۔ اخراجات کے متحمل خود ہوتے تھے۔ ایسے موقعوں پر مبلغین و باہر سے آمدہ مہمانوں کے علاوہ مقامی ہندو و مسلم وکلاء کو بھی کھانے پر مدعو کرتے تھے۔ بتول سے کثرت سے غیر احمدی مرد و عورتیں جلسہ پر آ جاتیں اور اُن کے قیام و طعام کا انتظام آپ ہی کرتے تھے۔ جلسہ کے دنوں میں گھر کی رونق بڑھ جاتی تھی۔ اور والد صاحب انتہائی مسرور نظر آتے تھے۔

عبادات میں آپ سختی سے وقت کی پابندی کرتے تھے۔ نمازوں کو اول وقت میں ادا فرماتے اور عام حالات میں کبھی بھی نمازیں جمع نہ کرتے تھے۔ میں نے سوائے ایک یا دو موقعوں کے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی ہو۔ تہجد کی نماز کے بعد تھوڑے وقفہ کے لئے سو جاتے تھے صبح کی نماز و تلاوت قرآن پاک کے بعد آپ کبھی نہیں سوتے۔ ضعیف العمری و انواع و اقسام کے مشاغلِ زندگی کے باوجود ماہِ صیام کا ایک روزہ بھی ترک نہ کرتے تھے شاید معدودے کی زندگی میں دو تین دن ہی ایسے ہوئے ہوں گے جبکہ آپ کا روزہ نہ رہا ہو۔

گرمیوں کے دن ہوتے، کاموں کا ہجوم ہوتا۔ بہت سی تیاحتیں ہوتیں۔ لیکن رمضان کے دن آپ کو عزیز تھے۔ نماز و روزہ کے معاملہ میں آپ خوش آئند تاویلوں سے کام نہ لیتے تھے۔ جب بھی نماز باجماعت کا امکان پیدا ہو جاتا تو آپ کے سامنے معروفیت بیماری یا نقاہت دیوار بن کر حائل نہ ہوتی۔

تعطیل کے ایام میں تبلیغ کی غرض سے آپ اُن دیہاتوں میں جاتے تھے جہاں غیر احمدی رشتہ داریاں ہیں۔ اور حسبِ ضرورت قیام فرماتے تھے۔ آپ کی تبلیغ کے نتیجے میں درجنوں متلاشیانِ حق حلقہ بگوشِ احمدیت ہوئے۔

جماعت ہائے بہار کی صوبائی مجلس کے آپ سیکرٹری تبلیغ و سیکرٹری تعلیم و تربیت منتخب ہوتے رہے۔ سنہ ۱۹۳۷ء و سنہ ۱۹۴۰ء میں صوبائی نمائندہ کی حیثیت سے مجلس مشاورت میں شرکت کے لئے قادیان تشریف لے گئے۔

سورجہ ۴؍ ۱۹۵۹ء کو جمعرات کے دن صبح کچہری مقدموں کے کاغذات دیکھ رہے تھے۔ بہت سے احباب آپ کے گرد جمع تھے۔ یکایک آپ اٹھے۔ شاید موت کے خفیف اشارے کو آپ نے سمجھ لیا تھا۔ وقت سے پہلے نماز ظہر ادا کی۔ کلرک کو ضروری ہدایات دے دیں۔ اور اپنے دہی مستقر کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کا ایک پوتا شیر انگلو آزاد، عمر گیارہ سال آپ کے ساتھ تھا۔ راستے میں ہی حرکتِ قلب کے بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ موت کی اطلاع ملتے ہی بیگو سرائے کورٹ کی تمام کارروائیاں روک دی گئیں۔ ہنگامی میٹنگ ہوئی۔ سب جج صاحبان و ہندو و مسلم وکلاء نے آپ کی سوانحِ حیات پر تقریریں کیں۔ بہار کے انگریزی اخبارات میں حالات شائع ہوئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، نظارت ہائے قادیان و ربوہ، بزرگانِ سلسلہ، درویشانِ قادیان کی طرف سے تعزیت کے خطوط موصول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجرِ نیک عطا فرمائے۔ آمین

## منقولات

# "عرب خواتین کی ملازمت کا مسئلہ"

"متحدہ عرب جمہوریہ کے سرکاری اور غیر سرکاری ادارون اور دفتروں میں کوسوا لاکھ عورتیں کام کرتی ہیں۔ لیکن حال ہی میں حکومت کی مختلف وزارتوں نے مقررہ اس کمیشن کو ہدایت کی ہے کہ آئندہ وزارتوں یا ان کے ماتحت محکموں میں ملازمت کے لئے خواتین امیدوار کے نام پیش نہ کئے جائیں۔ کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ان کی کارکردگی میں نمایاں کمی آ گئی ہے۔ خاص طور پر شادی شدہ خواتین اس معاملہ میں بہت پیچھے ہیں۔ اب خواتین کی کارکردگی کا مسئلہ مذہبی حلقوں میں بھی زیرِ بحث آ گیا ہے۔ ان حلقوں کا خیال ہے کہ عورتوں اور مردوں کے بارے میں تقسیمِ کار کا اصول ترک کر دیا گیا ہے اور عورتوں کو وہ کام دیئے گئے ہیں جو صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مصری وزارتِ تعلیم کے تربیتی تحقیقات کے شعبہ کے ڈائرکٹر نے اس مسئلہ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ شادی شدہ خواتین دفتروں سے اس قدر غیر حاضر رہتی ہیں کہ بعض اوقات متعلقہ دفتروں کا سارا کام مفلوج ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتیں بیک وقت امورِ خانہ داری بچوں کی تربیت اور دفتروں کی ملازمت جیسی اہم ذمہ داریوں کا بوجھ خاص نہیں اٹھا سکتیں۔ وزارتِ تعلیم کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ عورتیں چھٹیاں زیادہ لیتی ہیں اور کام کم کرتی ہیں۔

## خواتین کیلئے گھریلو دستکاریاں

اسی سلسلہ میں شام کی ایک خاتون نے متحدہ عرب جمہوریہ کی کارکن خواتین کے حالات کا ایک سال تک جائزہ لینے کے بعد ایک رپورٹ تیار کی ہے کہ انہوں نے عورتوں اور مردوں کے درمیان قوتِ عمل اور جسم کی ساخت کے اعتبار سے بنیادی فرق بتایا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں میں کام کرنے کی صلاحیت اور طاقت مرد کی اوسط طاقت کے زیادہ سے زیادہ ۵۵ سے ۶۵ تک ہوتی ہے۔ ان تمام باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ عورتوں کا دفتروں اور کارخانوں میں کام کرنا نئی نسل کی تربیت اور امورِ خانہ داری کی ذمہ داریوں میں جو عورتوں کے بنیادی فرائض میں داخل ہیں خلل ڈالنے کے مترادف ہے۔ عورتوں کو اپنے گھریلو فرائض پر توجہ دینی چاہئے۔ کیونکہ ان کی ذہنی اور جسمانی طاقت بیک وقت دو قسم کے بوجھوں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس بارے میں بار بار کہا جاتا ہے۔ بہترین حل ہے وہ یہ کہ عورتوں کو دفتروں اور کارخانوں میں بھیجنے کی بجائے ان کی صلاحیتوں کو گھریلو دستکاریوں پر لگانا چاہئے۔

# ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

## بابت چندہ جلسہ سالانہ

حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ

(۱) "پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ یا تو دے دیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں۔"

(۲) "ہمارا جلسہ سالانہ تمام عرسوں، میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ ابھی سے جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ہمارا اب سالہا تجربہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سالانہ سے پہلے چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں۔ ان میں بعض تو بعد میں نظارت بیت المال کے پیچھے پڑنے کی وجہ سے اور خط و کتابت کرنے پر آخر سال میں چندہ پورا کر دیتی ہیں اور بعض جماعتوں کے ذمہ دو دو سال کا بقایا چلتا جاتا ہے۔ حالانکہ انتظام پر تو بہرحال روپیہ خرچ ہوتا ہے۔"

(۳) "پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تاکہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے۔ اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ ہوتا ہے۔ اگر روپیہ پاس ہو تو مئی، جون اور جولائی میں تمام اجناس خرید لی جائیں تو آدھے روپیہ سے کام بن جاتا ہے۔ بہرحال جماعت کو چاہیئے کہ وقت پر چندہ دیں تاکہ کارکن سہولت سے چیزیں خرید سکیں۔"

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں چاہیئے تھا کہ مالی سال کی سہ ماہی اوّل میں بجٹ چندہ جلسہ سالانہ کا بیشتر حصہ وصول ہو کر مرکز میں پہنچ جاتا تاکہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے سہولت ہو جائے اور قرض یا پیشگی سے گزر نہ کرنا پڑے لیکن وصولی کی رفتار حد درجہ بجٹ کی نسبت سے بہت کم ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ احباب جماعت و عہدیداران مال چندہ جلسہ سالانہ کی فوری ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں تاکہ جلسہ سالانہ سے قبل اس چندہ کی سو فی صدی مکمل ہو سکے۔

مبلغین کرام کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں اس چندہ کی وصولی میں تعاون فرمائیں۔

اس چندہ کی شرح اوسط ماہوار آمد کا ۱/۱۰ سال میں ایک دفعہ بالحصہ مقرر ہے امید ہے کہ جملہ احباب جماعت و عہدیداران حسب ارشاد جلد اس چندہ کی ادائیگی کا انتظام کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور عنداللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اپنے فضل سے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

---

# نصرت گرلز سکول قادیان کیلئے

## اُستانیوں کی ضرورت

نصرت گرلز سکول کے لئے ایک بی۔ اے۔ بی۔ ٹی اور ایک ایس۔ وی یا بیسک ٹرینگ پاس یا دوسرے صوبوں کے ان امتحانات کے مقابل پر جو ٹرینڈ معلمہ شمار ہوتی ہوں کی ضرورت ہے۔

ایسی مستورات جو مندرجہ بالا قابلیت کی ہوں اور مرکز قادیان میں رہائش رکھنا چاہیں وہ خود یا متعلقہ عہدہ داران جماعت نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔

نوٹ:- مندرجہ بالا ہر دو آسامیوں کے لئے پورے مضامین میں میٹرک اور بی۔ اے پاس ہونا ضروری ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کم از کم میٹرک تک پورے مضامین سمیت پاس کئے ہوں یا بصورت دیگر ہندی کا پربھاکر یا اس کے مقابل کا امتحان پاس کیا ہو۔

نصرت گرلز سکول جماعت کا مرکزی تعلیمی ادارہ ہے اور اس وقت استانیوں کی اشد ضرورت ہے اسلئے میں امید کرتا ہوں کہ مذکورہ تعلیمی قابلیت والی استانیاں مرکز سلسلہ میں آکر کام کرنے کو ترجیح دینگی تاکہ سلسلہ کی یہ اہم ضرورت پوری ہو جائے۔

ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان

---

## اعلانات نکاح

۱- مورخہ ۷/۲۱ کو بعد نماز جمعہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے مسجد اقصیٰ قادیان میں میری ہمشیرہ عزیزہ رشیدہ بیگم بنت محمد عبداللہ صاحب ساکن چک ۱۱۲ ج ب۔ آر تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور کا نکاح بشارت احمد صاحب ولد محمد رمضان صاحب ساکن تلاکور تحصیل جگادھری ضلع انبالہ سے بعوض مبلغ پانچصد روپیہ حق مہر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔ خاکسار رمضان دین محمد درویش قادیان

۲- مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء بروز جمعہ میری نسبتی ہمشیرہ عزیزہ وحیدہ بیگم بنت حکیم احمد حسین صاحب مرحوم کا نکاح عزیز منہاج الدین صاحب ولد قمر الدین صاحب ساکن مونگھیر سے ایک ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی نعیم احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مونگھیر نے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

خاکسار نذیر احمد پشاوری درویش قادیان

# خبریں

نیویارک ۲۰ جولائی۔ امریکہ کی ایک کمپنی نے ایک نہ ٹوٹنے والا بجلی کا بلب تیار کیا ہے جس کا نام "فلیمسینٹ" ہے۔ یہ بلب جو سخت سطح پر گر کر بھی نہیں ٹوٹتا شیشے کے سوت سے تیار کیا گیا ہے۔ شیشے اور سوت کو بلی کون سے ملا کر ایک مسالہ تیار کیا گیا ہے جس سے یہ بلب بنایا گیا ہے۔ اس سے گرم اور شعلے کی مانند روشنی نکلتی ہے۔ اور یہ دوسرے کسی بھی بلب سے زیادہ روشنی دیتا ہے۔ کارخانہ دار کا بیان ہے کہ اس کی روشنی چندھیانے والی نہیں ہے اور یہ مروجہ بلبوں سے کم از کم تین گنا زیادہ عرصہ تک روشنی مہیا کرتا ہے۔

نیویارک ۲۰ جولائی۔ نیویارک اور لنڈن سے راڈار سٹیشن کسی روز ایک ایک منٹ بعد سر تجارتی جہاز کو دیکھ سکیں گے جب وہ بحر اوقیانوس کو عبور کرے گا یا کسی دوسرے ہلے راستے پر پرواز کرے گا۔ اگر انجن میں کوئی خرابی ہوئی اور ہوائی جہاز لوٹ گیا تو امدادی طیارہ فوراً بھیجا جا سکے گا۔ اور اگر ہوا باز ریڈیو سے اپنی پوزیشن کے متعلق اطلاع نہ دے سکا تو بھی امدادی طیارہ کو ٹھیک ٹھیک وہ جگہ بتائی جا سکے گی۔ جہاں سے اسے تلاش کیا جا سکے گا۔

نیویارک ۲۰ جولائی۔ سٹرلنگ ماسٹ کارپوریشن، الانگ آئی لینڈ سٹی (نیویارک) کی طرف سے امریکہ میں جوتوں کے پلاسٹک کے قالب بکری کے لئے پیش کئے گئے ہیں جو پہلی بار تجارتی مقاصد کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ کارلاسٹے کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ پلاسٹک کے قالب لکڑی کے مروجہ قالبوں سے بہتر ہوں گے جو دو ہزار برس سے زیادہ عرصہ سے جوتے بنانے کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔



قالب جوتے بنانے کے لئے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ جوتوں کی صورت کے ہوتے ہیں۔ جن پر جوتے تیار کئے جاتے ہیں۔ چونکہ نمی اور درجہ حرارت میں تبدیلی کے باعث لکڑی کے قالب سکڑتے اور پھیلتے ہیں اس لئے پلاسٹک کے قالبوں سے زیادہ درستگی عمل میں آ سکے گی۔ جن پر نمی وغیرہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

فلوریڈا ۲۲ جولائی۔ کل امریکہ نے ایک اور آدمی کو خلا میں بھیجنے کا کامیاب تجربہ کیا۔ امریکہ کے یہ دوسرے خلائی مسافر کیپٹن ورجل گریسم ۱۵ منٹ ۵ سکنڈ تک خلائی راکٹ میں رہے اور ۱۰۰ میل کی بلندی پر پرواز کی۔ ان کا کیپسول پروگرام کے مطابق بحر اوقیانوس میں گرا۔ جہاں سے انہیں ایک جہاز کے عرشہ پر پہنچا دیا گیا۔ کیپٹن ورجل کا کیپسول جب کامیاب خلائی پرواز کے بعد بحر اوقیانوس میں پیراشوٹ کے ذریعہ گرا۔ تو انہیں کیپسول سے باہر نکالنے کا دروازہ استعمال کرنا پڑا۔ کیونکہ کیپسول میں پانی رسنے لگا تھا۔ گریسم کیپسول سے باہر ۲۰ میٹر تک تیرنے کے بعد ہیلی کاپٹر سے گرائی ہوئی رسی پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہیلی کوپٹر جب کیپسول کو اٹھا کر طیارہ بردار جہاز رینڈولف کے عرشہ پر رکھنے لگا تو کیپسول جہاز کے کنارے سے ٹکرا کر سمندر میں جا پڑا اور غرق ہو گیا اسے دوبارہ حاصل کرنے کی کوششیں رائیگاں ثابت ہوئیں۔

ریڈسٹون راکٹ کے ذریعے پرواز کے دوران گریسم نے اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیئے انہیں بارہ گنا کشش سے ہمکنار ہونا پڑا۔ ان کے پیشرو کمانڈر شیپرڈ کو چھ گنا کشش ثقل کا دباؤ برداشت کرنا پڑا تھا۔ ان کے راکٹ نے پانچ ہزار تین سو دس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کی۔ پرواز کے دوران متعدد سائنسدانوں سے ان کا مکمل رابطہ رہا۔

نئی دہلی ۲۲ جولائی۔ یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ وزیر اعظم پنڈت نہرو ۷ نومبر کو امریکہ کے سہ روزہ دورے پر واشنگٹن پہنچیں گے۔ آپ صدر کینیڈی کی دعوت پر امریکہ جا رہے ہیں۔

امرتسر ۲۲ جولائی۔ کل اضلاع کانگڑا گورداسپور اور امرتسر میں زبردست بارش کی وجہ سے دریائے راوی اور دریائے بیاس میں طغیانی آ گئی تھی۔ لیکن رات گئے بھی بارش نہ ہوئی جس سے دریائے راوی میں طغیانی ختم ہو گئی۔ راوی میں کل صبح مادھوپور ہیڈ ورکس پر پانی کا بہاؤ ۷۰ ہزار کیوسک رہ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے محکمہ انہار نے اپر باری دو آب نہر کو بند کر دیا تھا۔ لیکن آج صبح نہر کھول دی گئی ہے۔ بیاس میں ابھی تک

# یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اخبار "بدر" مورخہ ۲۶ ۱/۶۱ میں "نئے سال میں ہمارے عزائم" کی سرخی کے تحت سال بھر میں بعض دن اور جلسے منانے کا پروگرام شائع ہو چکا ہے۔ افسوس ہے کہ کتابت کی غلطی سے اس پروگرام میں جلسہ سیرۃ النبی درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ سو بذریعہ اعلان ہذا جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جلسہ سیرۃ النبی کے لئے ۲۵ اگست ۱۹۶۱ء کا دن مقرر ہے۔ جملہ جماعتیں اس دن کو پوری شان کے ساتھ منائیں اور اپنی اپنی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھیجیں۔

اس جلسہ کے علاوہ سال رواں کے لئے صرف ایک دن "یوم تبلیغ" رہتا ہے جو کہ ماہ اکتوبر کو کسی بھی اتوار کو منایا جائے گا۔ جماعتوں کے سیکرٹریان تبلیغ اور پریذیڈنٹ وامراء صاحبان نوٹ فرمائیں۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درمیانہ درجہ کی طغیانی جاری ہے۔ مادھوپور ہیڈ ورکس میں دریائے بیاس میں پانی کا بہاؤ ۷۰ ہزار کیوسک تھا۔ حکام کی طرف سے احتیاطی تدابیر جاری ہیں۔ کل سب سے زیادہ بارش علیوال میں ہوئی۔ جو کہ تقریباً پونے چھ انچ تھی۔

تیونس ۲۴ جولائی۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق بنزرٹہ کے تین روزہ خونریز لڑائی میں ۶۷۰ افراد ہلاک اور ۱۱۵۵ زخمی ہوئے ہیں۔ کل سارا دن تیونیشیا کی فوج بنزرٹہ کی گلیوں میں اپنے ہلاک شدہ فوجیوں کی لاشوں کو اکٹھا کرتی رہی۔ فرانسیسی اور تیونیشیا کی فوجیں اپنے اپنے مورچوں پر تعینات رہیں۔ جہاں کہ جنگ بندی کے وقت تھیں۔ کئی جگہوں پر وہ آمنے سامنے ہیں۔ بنزرٹہ میں تیونیشیا کے قریباً اڑھائی ہزار فوجی اور والنٹیئر مورچہ بندی کئے ہوئے ہیں۔ اپنی افسروں کے بیان کے مطابق فرانس کے ۲۵ فوجی ہلاک اور ایک سو زخمی ہوئے۔ تیونیشیا کے ۶۳۹ فوجیوں کو قید کیا گیا۔ تیونیشیا کے صدر مسٹر بورقیبہ نے اعلان کیا کہ بنزرٹہ کی لڑائی اس وقت ختم نہ ہو گی جب تک فرانس کا آخری فوجی تیونیشیا کی سرزمین سے نکل نہیں جاتا۔

نئی دہلی ۲۲ جولائی۔ گندم کی پیداوار کے کل ہند قطعی تخمینہ برائے ۱۹۶۰-۶۱ء کے مطابق ۱۱ سال تک اتنی گندم پیدا ہوئی کہ اس سے قبل پیداوار کی ایسی مثال نہیں ملتی۔ اور گذشتہ برس کی پیداوار کی نسبت فی ایکڑ پیداوار میں بھی ۲۰۸ فی صدی کا اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۶۰-۶۱ء میں ۳۲۷۵۱۰۰۰ ایکڑ رقبہ میں گندم کی کاشت ہوئی۔ جس سے ۱۰۶۴۸۰۰۰ ٹن پیداوار حاصل ہوئی۔

احمد آباد ۲۴ جولائی۔ شری ایچ وی آر آئینگر گورنر ریزرو بنک آف انڈیا نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اگر برطانیہ یورپ کی مشترکہ منڈی میں شامل ہو گیا تو ہندوستان کی برآمد تجارت پر بڑا اثر پڑے گا۔ اور اس طرح ہندوستان کا وہ پروگرام درہم برہم ہو جائے گا جو کہ اس نے مختلف ممالک سے قرضہ کی واپسی کے سلسلہ میں مرتب کیا ہے۔

نئی دہلی ۲۴ جولائی۔ یہاں ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے بنزرٹہ پر فرانسیسی فوجوں کی بمباری کو ایک دہشت کا معاملہ قرار دیا ہے۔ پنڈت نہرو نے جنہیں ان کے دفتر میں اخبار نگاروں نے بنزرٹہ کے حالات پر تبصرہ کرنے کو کہا تھا کہا۔ میں اس پر اس کے سوا کیا تبصرہ کر سکتا ہوں کہ بنزرٹہ پر بمباری ایک خوفناک معاملہ ہے۔ قدرتی طور پر ہماری ہمدردی تیونیشیا کی گورنمنٹ اور عوام کے ساتھ ہیں۔

نئی دہلی ۲۵ جولائی۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد چند روز سے شدید طور پر بیمار ہیں۔ اپ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے بطور قائم مقام صدر آج حلف اٹھایا۔